﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد ۱۱ | جمعۃ المبارک ۵؍نومبر ۲۰۰۴ء | ۲۱؍رمضان ۱۴۲۵ہجری قمری ❁ ۵؍نبوت ۱۳۸۳ہجری شمسی | شمارہ ۴۵

رمضان کا آخری عشرہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نبی ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں داخل ہوتے تو کمر ہمت کَس لیتے، اپنی راتوں کو زندہ کرتے اور گھر والوں کو بیدار فرماتے۔

(بخاری کتاب فضل لیلۃ القدر)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

رمضان المبارک تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں اور صوم (روزہ) تجلّیٔ قلب کرتا ہے

’’رمضان سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل وشرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔ اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینے میں آیا اس لئے رمضان کہلایا۔ میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ عرب کے لئے خصوصیت نہیں ہوسکتی۔ روحانی رمض سے مراد روحانی ذوق شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے۔ رمض اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہوجاتے ہیں‘‘۔

(الحکم جلد5 نمبر 27 مورخہ 24؍جولائی 1901ء صفحہ 2)

’’﴿شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ﴾ یہی ایک فقرہ ہے جس سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم (روزہ) تجلّیٔ قلب کرتا ہے۔

تزکیۂ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امّارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہوجاوے۔ اور تجلّیٔ قلب سے یہ مراد ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لیوے۔

پس ﴿اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ﴾ میں یہی اشارہ ہے۔ اس میں شک وشبہ کوئی نہیں ہے روزہ کا اجر عظیم ہے لیکن امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم رکھتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ جوانی کے ایام میں مَیں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ روزہ رکھنا سنّت اہل بیت ہے۔ میرے حق میں پیغمبر خدا نے فرمایا سَلْمَانُ مِنَّا اَھْلَ الْبَیْتِ، سلمان یعنی اَلصُّلْحُ کہ اس شخص کے ہاتھ سے دو صلح ہوں گی ایک اندرونی دوسری بیرونی۔ اور یہ اپنا کام رفق سے کرے گا نہ کہ شمشیر سے۔ اور میں مشرب حسین پر نہیں ہوں کہ جس نے جنگ کی بلکہ مشرب حسن پر ہوں کہ جس نے جنگ نہ کی۔ مَیں نے سمجھا کہ روزہ کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ میں نے چھ ماہ تک روزے رکھے۔ اس اثناء میں مَیں نے دیکھا کہ انوار کے ستونوں کے ستون آسمان پر جارہے ہیں۔ یہ امر مشتبہ ہے کہ انوار کے ستون زمین سے آسمان پر جاتے تھے یا میرے قلب سے۔ لیکن یہ سب کچھ جوانی میں ہوسکتا تھا اور اگر اس وقت میں چاہتا تو چار سال تک روزہ رکھ سکتا تھا......۔

خدا تعالیٰ کے احکام دو قسموں میں تقسیم ہیں ایک عبادات مالی دوسرے عبادات بدنی۔ عبادات مالی تو اسی کے لئے ہیں جس کے پاس مال ہو اور جس کے پاس نہیں وہ معذور ہیں۔ اور عبادات بدنی کو بھی انسان عالَمِ جوانی میں ہی ادا کرسکتا ہے ورنہ 60 سال جب گزرے تو طرح طرح کے عوارضات لاحق ہوتے ہیں۔ نزول الماء وغیرہ شروع ہوکر بینائی میں فرق آجاتا ہے۔ یہ ٹھیک کہا کہ ’پیری وصد عیب‘۔ اور جو کچھ انسان جوانی میں کرلیتا ہے اسی کی برکت بڑھاپے میں بھی ہوتی ہے۔ اور جس نے جوانی میں کچھ نہیں کیا اُسے بڑھاپے میں بھی صد ہا رنج برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ موئے سفید از اجل آرد پیام۔

انسان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ حسب استطاعت خدا کے فرائض بجالاوے۔ روزہ کے بارے میں خدا فرماتا ہے۔ ﴿وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ﴾ یعنی اگر تم روزہ رکھ بھی لیا کرو تو تمہارے واسطے بڑی خیر ہے‘‘۔

(البدر جلد 1 نمبر 7 مورخہ 12 دسمبر 1902ء صفحہ 52۔
بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ جلد اوّل صفحہ 646-647)

فرمودات خلفاء

روزوں کی فضیلت

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’روزوں کی فضیلت اور اس کے فرائض پر ﴿لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ کے الفاظ میں روشنی ڈالی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ روزے تم پر اس لئے فرض کئے گئے ہیں ﴿لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ تاکہ تم بچ جاؤ۔ اس کے کئی معنے ہوسکتے ہیں۔ مثلاً ایک معنے تو یہی ہیں کہ ہم نے تم پر اس لئے روزے فرض کئے ہیں تاکہ تم اُن قوموں کے اعتراضوں سے بچ جاؤ جو روزے رکھتی رہی ہیں، جو بھوک اور پیاس کی تکلیف برداشت کرتی رہی ہیں، جو موسم کی شدت کو برداشت کرکے خدا تعالیٰ کو خوش کرتی رہی ہیں۔ اگر تم روزے نہیں رکھو گے تو وہ کہیں گی کہ تمہارا دعویٰ ہے کہ ہم باقی قوموں سے روحانیت میں بڑھ کر ہیں لیکن وہ تقویٰ تم میں نہیں جو دوسری قوموں میں پایا جاتا تھا۔

﴿لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ میں دوسرا اشارہ اس امر کی طرف کیا گیا ہے کہ اس ذریعہ سے خدا تعالیٰ روزہ دار کا محافظ ہوجاتا ہے۔ کیونکہ اِتِّقَاء کے معنے ہیں ڈھال بنانا۔ وقایۃ بنانا نجات کا ذریعہ بنانا وغیرہ ہیں۔ پس اس آیت کے معنے یہ ہوئے کہ تم پر روزے رکھنے اس لئے فرض کئے گئے ہیں تاکہ تم خدا تعالیٰ کو اپنی ڈھال بنالو اور ہر شر سے اور ہر خیر کے فقدان سے محفوظ رہو......‘‘۔

’’روزہ ایک دینی مسئلہ ہے۔ یا بلحاظ صحتِ انسانی دنیوی امور سے بھی کسی حد تک تعلق رکھتا ہے۔ پس ﴿لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ کے یہ معنے ہوئے کہ تا تم دینی اور دنیوی شرور سے محفوظ رہو۔ دینی خیر وبرکت تمہارے ہاتھ سے نہ جاتی رہے یا تمہاری صحت کو نقصان نہ پہنچ جائے۔ کیونکہ بعض دفعہ روزے کئی قسم کے امراض سے نجات دلانے کا بھی موجب ہوجاتے ہیں......‘‘۔

’’مَیں نے خود دیکھا ہے کہ صحت کی حالت میں جب روزے رکھے جائیں تو دوران رمضان میں بے شک کچھ کوفت محسوس ہوتی ہے مگر رمضان کے بعد جسم میں ایک نئی قوت اور تروتازگی پیدا ہوجاتی ہے اور اس کا احساس ہونے لگتا ہے۔ یہ فائدہ تو صحت جسمانی کے لحاظ سے ہے مگر روحانی لحاظ سے اس کا یہ فائدہ ہے کہ جو لوگ روزے رکھتے ہیں خدا تعالیٰ ان کی حفاظت کا وعدہ کرتا ہے۔ اسی لئے روزوں کے ذکر کے بعد خدا تعالیٰ نے دعاؤں کی قبولیت کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ مَیں اپنے بندوں کے قریب ہوں اور اُن کی دعاؤں کو سنتا ہوں۔ پس روزے خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے والی چیز ہیں اور روزے رکھنے والا خدا تعالیٰ کو اپنی ڈھال بنالیتا ہے جو اسے ہر قسم کے دکھوں اور شرور سے محفوظ رکھتا ہے‘‘۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۳۷۴۔۳۷۵)

اداریہ

تعمیر مساجد

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ گزشتہ دنوں انگلستان کی بعض جماعتوں میں تشریف لے گئے ۔حضور انور نے اپنے اس کامیاب دورہ میں ایک مسجد کا افتتاح فرمایا اور دو مساجد کی بنیاد رکھی ۔اس طرح خدا تعالیٰ نے ساری جماعت کو رمضان سے قبل ہی عید کی سی خوشی عطا فرمائی ۔گویا عام طور پر تو رمضان کے روزے رکھنے کے بعد عید کی خوشی ملا کرتی ہے مگر امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں رمضان سے قبل بھی ایک جماعتی خوشی حاصل ہوئی۔

یورپ میں مسجد کی تعمیر جماعتی تاریخ میں بجا طور پر ایک نمایاں کارنامے کی صورت رکھتی ہے ۔جماعت نے نہایت کمزوری اور غربت کے زمانہ میں کئی مشکلات اور تنگیوں میں سے گزرتے ہوئے تعمیر مساجد کی ذمہ داریاں پوری کی تھیں ۔اب خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی تعداد پہلے سے بہت زیادہ ہو چکی ہے ۔جہاں پہلے گنتی کے چند احمدی ہوتے تھے وہاں اب ہزاروں تک تعداد پہنچ چکی ہے اور ترقی کا یہ سلسلہ برابر جاری ہے ۔الحمد للہ۔

حضور انور نے خطبہ جمعہ اور نماز جمعہ ادا کر کے برمنگھم کی مسجد کا افتتاح فرمایا۔جیسا کہ احباب جماعت جانتے ہیں برمنگھم انگلستان کا دوسرا بڑا شہر ہے اور ہم ملک کے درمیان میں ہونے کی وجہ سے اس شہر کو ایک مرکزی حیثیت حاصل ہے ۔اس شہر کے وسط میں ایک وسیع و شاندار مسجد کی تعمیر کی توفیق ملنے پر ہم میں سے ہر شخص خدا تعالیٰ کے شکر کے جذبات سے لبریز ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہارٹلے پول (Hartlepool) اور بریڈفورڈ (Bradford) میں اپنے دست مبارک سے پرسوز دعاؤں کے ساتھ سنگ بنیاد نصب فرمایا۔حضور انور نے ہر جگہ اپنے خطاب میں جماعت کو نہایت مؤثر رنگ میں تلقین فرمائی کہ مسجدوں کی تعمیر سے زیادہ مسجدوں کی آبادی ضروری ہے اور جماعت کو چاہئے کہ وہ ان مساجد کو خشوع و خضوع سے نماز پڑھنے والوں سے آباد رکھیں ۔ان مساجد کی تعمیر کے اخراجات پورے کرنے کے لئے حضور انور نے جماعت کی ذیلی تنظیموں کو تحریک فرما کر نیکیوں میں مسابقت کا ایک نہایت عمدہ و بابرکت موقع مہیا فرمایا ہے ۔امید ہے کہ ذیلی تنظیمیں اپنی سابقہ روایات کے مطابق قربانی کی شاندار مثال پیش کریں گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کو جنت کے میووں کے حصول کی جگہ فرمایا ہے یعنی مسجد میں جا کر عبادات، دعاؤں، ذکر الٰہی سے انسان خدا تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرتا ہے اور اپنے آپ کو جنت کی نعمتوں کا مستحق کر لیتا ہے ۔مسجد کی عظمت و اہمیت سمجھاتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمایا کہ قیامت کے روز جب کوئی کسی کے کام نہ آسکے گا اور کسی طرف کوئی سایہ اور آرام کی جگہ نہ ملے گی اس دن وہ خوش نصیب خدا تعالیٰ کے سایہ رحمت میں ہوگا جس کا دل مسجد سے معلق رہتا ہے ۔وہ مسجد میں ایسا اطمینان و سکون محسوس کرتا ہے جیسا کہ ایک مچھلی پانی میں محسوس کرتی ہے اور مسجد سے باہر بھی اس کو جانا تو پڑتا ہے مگر وہ ایسا مجبوراً ہی کرتا ہے اور باہر رہتے ہوئے بھی اس کا دل و دماغ جلد سے جلد اپنے کاموں سے فارغ ہو کر مسجد واپس جانے کے لئے مچلتا رہتا ہے۔

مسجد ایک مسلمان کی مذہبی ، روحانی و معاشرتی زندگی کی تمام ضروریات پوری کرنے کے لئے مرکزی مقام رکھتی ہے ۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اگر کوئی شخص وضو کر کے صرف عبادت کی غرض سے مسجد کی طرف جاتا ہے تو ہر قدم جو وہ اٹھاتا ہے اس سے اس کے درجات بلند ہوتے اور اس کی غلطیاں اور گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔

رمضان کے مبارک ایام میں مساجد کی رونق میں غیر معمولی اضافہ ہو جاتا ہے ۔نمازی لوگ بڑے شوق سے مساجد کی آبادی بڑھاتے ہیں ۔یہ نظارہ بہت بھلا معلوم ہوتا ہے اور یقیناً ہر اس شخص کے لئے جسے مسجد میں حاضر ہونے اور عبادت بجا لانے کی توفیق ملتی ہے یہ امر باعث سکون و خوشی ہوتا ہے ۔اس لئے بہت ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم رمضان کے ایام کی برکات کو زیادہ وسیع کرنے اور ان سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کے لئے یہ عہد کریں کہ ہماری مساجد رمضان گزر جانے کے بعد بھی اسی طرح آباد رہیں گی اور ہم نماز باجماعت کا اس طرح اہتمام کریں گے کہ نہ صرف اپنی نمازوں کا خیال رکھیں گے بلکہ اپنے عزیز و اقارب اور جاننے والوں کی نمازوں کا بھی خیال رکھیں گے اور پوری کوشش کریں گے کہ ہماری جماعت کا ہمیشہ ہی یہ امتیازی نشان اور پہچان ہو کہ ہم نمازی لوگ ہیں اور ہمارے دل مساجد سے بہت گہرا اور زندہ تعلق رکھتے ہیں۔

یہ ہمارا حقیقی اور عملی جواب ہوگا ان لوگوں کے لئے جو پاکستان میں ہمیں اپنی مساجد کو مسجد کہنے، مسجد میں اذان دینے اور عبادت کرنے پر پابندیاں لگا کر اپنے اس ظلم پر خوش ہو رہے ہیں ۔ان کی پابندیاں، ان کے مظالم، ان کا حسد ہمیں ہماری روح کی غذا، عبادت اور مسجدوں سے دور نہیں رکھ سکتا۔ہم تقویٰ اور خلوص سے مسجدیں بناتے اور ان کی آبادی کے لئے برابر کوشاں رہیں گے ۔اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرماوے۔آمین

(عبدالباسط شاہد)

''بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآن کریم کی طرف التفات نہ کرے اور دوسری کتابوں پر ہی دن رات جھکا رہے''۔ (ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ والسلام)

روزہ دار کا نسوار (ہُلاس) منہ میں ڈالنا

(تحریر فرمودہ: حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ)

تمباکو کھانے کے مختلف طریقے دنیا میں رائج ہیں ۔کوئی اسے پان میں رکھ کر کھاتا ہے، کوئی سگریٹ بیڑی یا حقہ کے طور پر استعمال کرتا ہے اور کوئی ہُلاس یعنی نسوار بنا کر ناک میں چڑھاتا ہے ۔کوئی مسوڑھوں پر ملتا ہے ۔ اثر اِن سب طریقوں کا ایک ہی ہے خواہ کھایا جائے ، خواہ دھواں چھاتی کے اندر کھینچا جائے ، خواہ اس کے باریک ذرّات ناک میں چڑھائے جائیں ، خواہ اسے مسوڑھوں پر ملا جائے ۔ معدہ بھی اسے جذب کرتا ہے اور سانس کی نالیاں بھی ۔اور منہ یا ناک کی جھلیاں (میوکس ممبرین) بھی اسے اسی طرح جذب کرتی ہیں جس طرح معدہ کی دیواریں اور تمباکو خوار کا نشہ ان چاروں راستوں سے ایک ہی طرح پورا ہوتا ہے ۔اکثر صورتوں میں تو اگر ایک چیز منہ کے اندر ملی جائے تو اس کا اثر دوسرے طریقوں کی نسبت جلد تر ظاہر ہو جاتا ہے ۔مثلاً اگر روٹی کے ٹکڑوں کے اندر سٹرکنیا یعنی کچلہ کا زہر ملا کر دس کتوں کو ہلاک کرنے کے لئے دیا جائے تو جو کتّے ان ٹکڑوں کو کھالیں گے وہ غالباً آدھے گھنٹے میں زہر کے اثر سے ہلاک ہوں گے ۔لیکن جو کتّے ٹکڑا چبا کر تھوک دیں گے اور تلخی کی وجہ سے انہیں باہر نکال دیں گے اور نگلیں گے نہیں وہ قریباً دس منٹ کے اندر ہی ہلاک ہو جائیں گے ۔اس کی یہی وجہ ہے کہ سٹرکنیا معدہ میں جا کر زیادہ دیر میں جذب ہوتا اور اپنا اثر پیدا کرتا ہے ۔مگر وہی سٹرکنیا منہ کی جھلی میں سے بہت سرعت کے ساتھ جذب ہو کر خون میں پہنچ جاتا ہے اور جلد تر باعثِ مرگ بن جاتا ہے ۔ڈاکٹر لوگ جب کسی دوا کا اثر فوری طور پر چاہتے ہیں تو اسے بذریعہ ٹیکہ سوئی سے لگاتے ہیں ۔اور اگر اس سے کم جلدی چاہتے ہیں تو ان ادویات کو منہ میں زبان کے نیچے رکھ دیتے ہیں ۔ اور اگر اس کا اثر بہت جلدی درکار نہ ہو تو پھر دوا بیمار کو کھلا دیا کرتے ہیں ۔یعنی منہ میں دوا رکھنا زیادہ جلدی اثر پیدا کرتا ہے بہ نسبت کھانے کے ۔ مثلاً آپ ایک شخص کو مارفیا دینا چاہتے ہیں تو اگر ایک گھنٹہ تک اثر چاہتے ہیں تو اسے کھلائیں گے ۔ اگر بیس منٹ میں اثر درکار ہے تو مارفیا کی ٹکیہ زبان کے نیچے رکھ دیں گے ۔اور اگر پانچ منٹ میں اثر درکار ہے تو مارفیا بطور ٹیکہ زیر جلد پچکاری سے جسم میں داخل کریں گے۔

اس تمام تحریر سے یہ ثابت ہے کہ تمباکو کھانے والوں کی نسبت منہ میں تمباکو ملنے والے لوگوں پر اس کا اثر جلدی ہوتا ہے ۔ ورنہ لوگ نسوار منہ میں ڈالتے ہی کیوں ہیں ۔اصل مطلب تو تمباکو کا وہی نشہ پورا کرنا ہوتا ہے جو کھانے والا یا سگریٹ پینے والا کرتا ہے۔ صرف راستے اور طریقے کا فرق ہے۔ پس جس طرح کلوروفارم سونگھنے سے یا حقنہ کے ذریعہ پانی چڑھانے سے یا ٹیکہ کی سوئی کے راستہ دوا جسم میں داخل کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے ۔اسی طرح نسوار منہ کے اندر مَلنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے ۔صرف اتنا یاد رکھنا چاہئے کہ اس زمانہ میں یہ چیزیں دنیا میں مروج نہ تھیں، اب مروّج ہو گئی ہیں ۔اس لئے اہلِ عقل و اجتہاد اس زمانہ کی نئی چیزوں پر قرآن و حدیث کے موافق اور روزہ کی اصلیت کو دیکھ کر فتویٰ لگاتے ہیں ،صرف لفظ پرستی نہیں کرتے۔

اس تمہید کے بعد مَیں ایک دوست کے سوالات کا جواب لکھتا ہوں جنہوں نے اپنا پتہ نہیں لکھا ۔مگر غالباً سرحد کے رہنے والے ہیں ۔کیونکہ منہ میں نسوار ڈالنا اسی علاقہ سے مخصوص ہے۔

سوال: کیا نسوار منہ میں ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: چونکہ نسوار لینے والا نشہ کے ارادہ سے نسوار کو منہ میں ڈالتا ہے اور پھر عملی طور پر اس کا نشہ بھی پورا ہو جاتا ہے یعنی تمباکو کا جوہر اس کے جسم میں رچ جاتا اور اس کی تسلی ہو جاتی ہے ۔آپ ہی بتایئے کہ روزہ ٹوٹنے میں کیا شک رہ گیا ۔کیا نسوار والے یونہی یہ لغو فعل کرتے ہیں یا نشہ پورا کرنے کے لئے ؟اس کا فیصلہ مَیں آپ پر ہی چھوڑتا ہوں۔

سوال: اگر روزہ ٹوٹ جاتا ہے تو کس وجہ سے نسوار ماکولات و مشروبات میں سے نہیں ہے؟

جواب: دین کا ایک حصہ واضح ہوتا ہے اور ایک حصہ زمانہ کے حالات اور ایجادات کے موافق تفقہ اور عقل اور استنباط پر چلتا ہے۔ تمباکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھا ۔اس لئے اس کا ذکر نہیں آتا ۔ نہ لوگ کسی اور چیز کو منہ میں ڈالا کرتے تھے ۔اب جبکہ تمباکو یا نسوار رائج ہو گئے تو اس اصل کے ماتحت یہ فتویٰ استنباط کیا گیا کہ جو اثر تمباکو کھانے کا ہوتا ہے وہی منہ میں ڈالنے یا اس کا دھواں سونگھنے سے ہوتا ہے ۔اور چونکہ نتیجہ ایک ہی تھا اس لئے کھانے والا فتویٰ باقی دونوں صورتوں پر بھی حاوی ہوا ۔ سگریٹ تو Smoke کیا جاتا ہے ۔ اور نہ مشروبات میں سے ہے اور نہ ماکولات میں سے پھر اس کو روزہ شکن کیوں قرار دیا جاتا ہے؟ صرف اسی وجہ سے کہ اس کا اثر بالکل وہی ہے جو کھانے کا ۔نسوار منہ میں ڈالنا ماکولات میں داخل ہے ۔گو بظاہر نسوار ڈالنے والا اُسے تھوک دیتا ہے ۔بلکہ کھانے سے بھی زیادہ زود اثر یہ طریقہ ہے ۔ہمیں نتائج اور نشہ پورا کرنے کا عمل دیکھنا ہے نہ کہ الفاظ ۔ اور روحِ احکام پر عمل کرنا ہے نہ کہ حیلوں پر۔

یہ دعویٰ بھی غلط ہے کہ نسوار منہ میں ڈالنے سے حلق کے نیچے نہیں اترتی ۔ ایک حصہ ضرور اترتا ہے۔ خواہ عام لوگ نہ سمجھیں ۔انسان ہر وقت اپنا لعاب دہن نگلتا رہتا ہے اور اس لعاب کے ساتھ ہر وہ چیز جو منہ میں جاتی ہے کچھ نہ کچھ اس کے اندر بھی جاتی رہتی ہے ۔اسی بیان کے لئے ایک صحابی حضرت عطاء نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی روزہ دار اپنے منہ میں پانی ڈال کر کلی کر دے اور پھر اپنا تھوک نگلے تو وہ پانی ملا ہوا تھوک اس کے روزہ کو خراب نہیں کرے گا ۔لیکن اگر وہ

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

درس سورة الفاتحة

(فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ ۔ 17 / جون 1984ء)

تسلسل کے لئے دیکھیں
الفضل انٹرنیشنل، 29 / اکتوبر 2004ء
جلدنمبر 11 شمارہ نمبر 44

حضور رحمہ اللہ نے گزشتہ درس کے تسلسل میں لفظ عَالَمْ کے مختلف تعلقات کے نتیجہ میں اس کے معانی کے بیان کو آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا کہ: اگر ہم ﴿رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ کو خدا تعالیٰ کے آفاقی نقطہ نظر سے دیکھیں تو ایک لحاظ سے ساری کائنات صرف ایک عَالَمْ ہے باوجود اس کے کہ یہاں اس کی جمع عَالَمِیْن استعمال ہوئی ہے۔ اس زاویہ نگاہ سے عالَم میں وَحْدَتْ ہے۔ یعنی جب ہم مخلوق کو مختلف زاویہ نگاہ سے دیکھتے ہیں تو بہت سے عَالَمِیْن بن جاتے ہیں۔

حضور نے اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر اسے کائنات کے مشاہدہ کے مقام سے دیکھیں یعنی مخلوق کے نقطۂ نظر سے تو مخلوق چونکہ شعوری طور پر مختلف درجوں پر ہے جسکی وجہ تفاوتِ عقل وفہم اور زاویۂ نگاہ اور ایسے ہی دیگر بہت سے عناصر ہیں جو انسان کے مشاہدہ کا ادراک حاصل کرنے میں کردار ادا کرتے ہیں۔ پس ابتدائی واحد خلیہ (Cell) کی مخلوقات سے لے کر انسان تک شعور کے بے شمار درجے ہیں اور پھر انسانوں کے اپنے درمیان بھی تفاوُت پیدا کرنے کے بہت سے عنصر ہیں۔ مثلاً حصول علم، صفائی، مشاہدہ کی قابلیت وغیرہ۔ یہ عناصِر انسان کو مختلف درجوں میں تقسیم کرتے چلے جاتے ہیں۔ بعض انسان جاہل ہیں۔ لیکن بعض عقلمند جاہل ہیں اور ساتھ ہی کند ذہن بھی۔ بعض انسان تنگ نظر ہیں۔ اور بعض آفاقی نظریات کے حامل۔ بعض انسان ہیں جنہوں نے مخصوص علوم میں مہارت حاصل کی ہے اور بعض دوسرے علوم میں مہارت رکھتے ہیں۔ غرض انسان بے شمار گروہوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے جس سے نئے نئے عَالَمِیْن دکھائی دیتے ہیں۔ اور جب وہ کائنات پر نظر ڈالیں گے انکا علم بھی الگ الگ ہوگا۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے عَالَمْ کے معنی ہیں معلوم چیز لیکن جب مختلف طبقات کے انسان کائنات پر نظر ڈالیں گے تو جو کچھ انہیں معلوم ہوگا وہ بھی الگ الگ ہوگا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ صرف اللہ کے علم میں کوئی تفاوُت نہیں مگر مخلوق کے علم میں اختلاف ہوگا۔

ہر جنس میں، ہر نوع میں، پھر ہر نوع کے فرد فرد میں فی الحقیقت بے شمار عالم ہیں جو سرگرم عمل ہیں، مختلف تصورات کے مطابق، اور عَالَمْ بغیر تصور کے کچھ بھی چیز نہیں۔ مثال کے طور پر آپ ایسا زمانہ تصور کریں جب کائنات کو دیکھنے والی کوئی مخلوق نہ رہے۔ تو کائنات اس وقت غائب ہو جائے گی۔ ہر چیز کا وجود اس کو دیکھنے اور اس کا علم ہونے کے ساتھ قائم ہے ورنہ اس کی کوئی حقیقت نہیں وہ کچھ بھی نہیں۔ اس کا کوئی بھی وصف نہیں۔ عربی زبان میں کائنات کو بیان کرنے کے لئے کس قدر حسین لفظ استعمال کیا گیا ہے' وہ جو معلوم ہے'۔ پس جب اللہ تعالیٰ کائنات کو جانتا ہے تو اسکا علمی وَصف غیر مشروط اور کامل ہے۔ اسی لئے میں نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے آفاقی نقطہ نظر سے کائنات میں وَحْدَت ہے اور اُس کا علم مُطْلَقْ ہے، اضافی نہیں۔ اس زاویہ سے کائنات عالمین نہیں بلکہ واحد عالم ہے۔ لیکن مخلوق کے زاویہ اور نقطہ نگاہ سے بے شمار عَالَمِیْن دکھائی دیتے ہیں۔

عَالَم کا ایک معنی ہے کہ وہ غائب ہستی کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا عَالَم کے دو پہلو ہیں۔ ایک یہ کہ جو کچھ بھی معلوم ہے وہ عَالَم ہے۔ دوسرا یہ کہ جو کچھ ایک غائب ہستی کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ وہ بھی عَالَم کہلاتا ہے۔ اور یہاں انگلی اللہ کی طرف اشارہ کرتی ہے جس کے متعلق علم نہیں مگر عَالَم کے وسیلہ سے۔ جب آپ عَالَم کو دیکھتے ہیں تو آپ کا علم، عَالَم تک ہی محدود نہ رہے گا بلکہ وہ آپ کی راہنمائی غیب کی طرف کرنی شروع کر دیگا۔ پس اِیْمَان بِالْغَیْب کی کلید اسی لفظ عَالَم میں پائی جاتی ہے۔ وجہ یہ کہ ﴿وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ﴾ سے پہلے سورۃ فاتحہ کے تعارف میں غیب تک پہنچنے کا راستہ اس کے شروع میں ہی بیان کر دیا گیا ہے۔ آپ پہلے اپنا علم جو کچھ معلوم ہے (یعنی کائنات کے بارے میں) بڑھائیں گے تو یہ علم آپ کو غیب کی طرف یعنی خدا کی طرف راہنمائی کر دے گا۔

آپ رَبُّ الْعٰلَمِیْن کے نقطہ نظر سے دیکھتے ہیں تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ خدا کے نقطہ نظر سے بھی کئی جہان ہیں یہ کیوں؟ اس لئے کہ رب کا معنی ہے ایک ایسی ذات جو چیزوں کی نشو ونما کرتی ہے اور انکو ترقی دیتی ہے جو انکی دستگیری کرتی ہے، جو پیدا کرتی جاتی ہے اور زندگی میں نئے رنگ بھرتی ہے۔ یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ عَالَمِیْن اپنے رب کے اثر کے نیچے ہیں۔ تو عالم میں ایک مستقل تبدیلی پیدا ہونی چاہئے اور ایسا عالم نہیں سوچا جاسکتا جو غیر متحرک ہو۔ ہر ایک عَالَمْ اور عَالَمِیْن کا تمام مجموعہ زمانہ میں سفر کرتا چلا جاتا ہے۔ ایک ہیئت سے دوسری ہیئت کی طرف۔ ہر لحہ بلکہ لمحہ کے چھوٹے سے چھوٹے جزو میں کائنات میں ہر جگہ کوئی نیا عَالَمْ ابھر رہا ہے پھر عَالَمْ کا ہر حصہ تبدیل ہو رہا ہے۔ ایک لمحہ میں جو عَالَمْ تھا وہ دوسرے لمحے میں مختلف عَالَمْ بن جاتا ہے اس لئے کہ یہ مستقل طور سے ربّ کے زیر اثر ہے۔ جس کا مطلب ہے وہ کسی چیز کو بھی ساکن نہ رہنے دے گا اور بالضرور اسے نشو نما دیتا رہے گا۔ پس جب زمانی لحاظ سے ایک ہستی نشو نما دینے والی ہے تو واحد عَالَمْ نہیں رہ سکتا بلکہ مختلف عَالَمِیْن کا ظاہر ہونا ایک تسلسل چاہے گا۔ حتی کہ آپ اپنے بدن میں بھی لمحہ بہ لمحہ ایک حالت میں نہیں رہ سکتے۔ نہ مادی طور سے اور نہ ذہنی طور سے۔ مثال کے طور پر ہر سات سالہ دور میں انسان کا پورا بدن مکمل طور پر بدل جاتا ہے۔ ایک نیا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ بظاہر آپ وہی ہیں لیکن ہر سات سالہ دور میں جو ذرّات آپ کے جسم میں تھے ان میں سے اب کوئی بھی باقی نہیں۔ نئے ذرّات پرانے ذرّات کی جگہ لے لیتے ہیں۔ یہ تبدیلی کا مستقل سلسلہ ہے جو جاری و ساری ہے۔ ذہنی لحاظ سے بھی آپ تبدیل ہو رہے ہیں۔ ہر حالت آپ پر اثر ڈال رہی ہے حتیٰ کہ تازہ ہوا کا ایک جھونکا، کمرہ کا بند ہونا، درجہ حرارت، جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں یا آپ کو کوئی دیکھ رہا ہے یا نہیں۔ یہ تمام امور آپ کے اندر تبدیلیاں پیدا کر رہے ہیں۔ اسی طرح عَالَمِیْن مستقل طور پر تبدیل ہو رہے ہیں۔ رَبُّ الْعٰلَمِیْن کا مطلب ہے ایسی ذات جو اثر انداز ہو رہی ہے ہر اس چیز پر جس کا اسے علم ہے۔ اور جب وہ ذات اثر انداز ہو رہی ہے تو کوئی چیز کبھی بھی ایک حالت پر کھڑی نہ رہے گی بلکہ مستقل طور سے تبدیلی ہوتی چلی جائے گی۔

ہر لمحہ بدلتا ہوا عالم

عَالَمِیْن جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے جمع کا صیغہ ہے یعنی بہت سارے عالم۔ اگر کوئی تبدیلی کا عنصر ہے تو کوئی چیز بھی ایک شکل پر نہ رہے گی بلکہ مختلف شکلوں میں تبدیل ہو جائے گی۔ وقت کے گزرنے کے ساتھ کچھ چیزیں پیچھے رہ جائیں گی اور کچھ چیزیں ترقی یافتہ حالت میں ہوں گی۔ کچھ چیزیں ایک سمت میں تبدیل ہو رہی ہوں گی اور کچھ کسی اور سمت میں۔ اس لئے کہ تبدیلی کی سمت میں کوئی انتہا نہیں۔ مثلاً جب سے زندگی کی ابتدا ہوئی ہے ایک ابتدائی حالت سے قسما قسم کی مخلوق پیدا ہوئی ہے اور رنگ برنگ کی زندگی کائنات کے ہر حصہ میں نظر آتی ہے اور زندگی کی ہر شکل دوسری شکلوں سے مختلف ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ رَبُّ الْعَالَمِیْن ایک ایسی ذات ہے جو نہ صرف زمانی لحاظ سے تبدیلیاں پیدا کر رہی ہے بلکہ مکانی لحاظ سے بھی تبدیلی پیدا کرتی ہے۔ ہر لمحہ مختلف عَالَمْ پیدا ہونے چاہئیں۔ ہر لمحہ بے شمار عَالَمِیْن موجود ہونے چاہئیں۔

پس اس زاویہ سے خدا کے نقطۂ نظر سے بھی بے شمار عالم ہیں جنکو صرف وہی جانتا ہے۔ مثلاً قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ ستاروں کی کائنات یعنی فلکی اجسام اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، انسان صرف چند اجسام دیکھتا ہے۔ جب وہ ستاروں کو دیکھتا ہے تو صرف ان کو دیکھتا ہے جو ظاہر ہیں لیکن ان کے درمیان جگہ میں بھی کچھ ہو رہا ہے جس کا انسان کو علم نہیں لیکن اللہ تعالیٰ اس کا علم رکھتا ہے۔ اب تو اس کے متعلق کچھ قیاس کرنے لگ گئے ہیں لیکن جس زمانہ میں قرآن کریم نازل ہوا اس وقت کوئی خیال نہ تھا کہ ستاروں کے درمیان جگہ پر کچھ ہے۔ اس وقت صرف یہ علم تھا کہ زمین ہے یا آسمان ہے و بس۔ انکے خیال میں ان کے درمیان جگہ میں کچھ نہ تھا۔ سوائے قرآن کریم کے کوئی کتاب اس بات کا ذکر نہیں کرتی۔ آپ کسی مذہب کی کوئی کتاب لے لیں آپ اس میں ہرگز کوئی اشارہ تک بھی نہ ڈھونڈ سکیں گے کہ آسمان اور زمین کے درمیان بھی کوئی چیز ہے۔ جو ان کے درمیان ہے غیب ہے اس لئے صرف وہ کتاب اس غیب کا ذکر کرتی ہے جو اپنے شروع میں ہی غیب کا حوالہ دیتی ہے کہ ﴿یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ﴾، یہ غیب کا لفظ بھی ایک ایسا لفظ ہے جو قرآن کریم کے علاوہ آپ کسی دوسری کتاب میں نہ پائیں گے۔ کوئی مذہبی کتاب غیب پر ایمان لانے کے لئے نہیں کہتی۔ یعنی جس کا علم نہیں۔ قرآن کریم اپنی مخصوص اصطلاحیں رکھتا ہے۔ جب وہ کہتا ہے' جو کچھ بھی انکے درمیان ہے' اللہ ان تمام چیزوں کا بھی رب ہے۔ اس کا مطلب ہے درمیان میں کچھ ضرور ہے جو تغیّر پذیر ہے جسے ہر لمحہ نئی شکل دی جا رہی ہے۔

مختلف ومتعدد جہان

لیکن اس وقت میں ایک اور بات کا ذکر کر رہا ہوں۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مختلف جہان ہیں۔ ستاروں کا جہان ہے جن کا ہمیں علم ہے۔ پھر ستارے بھی مزید تقسیم کئے گئے ہیں یعنی گرم ستاروں کا جہاں، ٹھنڈے ستاروں کا جہان، Dwarfs کا جہان، Quasars کا جہان اور اس کے علاوہ اور بہت سے جہان ہیں Spiral جہان، Flat جہان غرض اور بہت سی تقسیمیں ہیں اور ہر ایک اپنے آپ میں عَالَمِیْن ہے۔ اِس جہان کا عالم اور اُس جہان کا عالم اور ان کے درمیان بے شمار عُنصر ہیں اور کیا کچھ ہو رہا ہے۔ اس کا ہمیں علم نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ انہیں بھی جانتا ہے۔ پھر زمین ہے اور زمین میں بسنے والی مخلوق۔ اور یہ عَالَمِیْن بھی مزید تقسیم ہو سکتے ہیں۔ جیسے کیمسٹری کے عَالَمِیْن، فزکس کے عَالَمِیْن Botany کے عَالَمِیْن، Zoology کے عَالَمِیْن، Geography کے عَالَمِیْن، petrology کے عَالَمِیْن، Medicine کے عالمین، بے شمار عَالَمِیْن ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ ہر ایک لفظ جس کا میں نے ذکر کیا وہ سائنس کی اصطلاحات ہیں اور ہر لفظ قسما قسم کے جہانوں پر مشتمل ہے۔ صرف ایک جہان ہی نہیں بلکہ سائنس کی ایک ایک شاخ جہانوں کی بڑی تعداد پر مشتمل ہے۔ مثلاً بعض عجیب وغریب کیمیاوی عمل ہیں جو مختلف جہانوں میں مشاہدہ کئے جاتے ہیں اور مختلف حالات میں کام میں لائے جاتے ہیں۔ مثلاً Botany پودوں کی سائنس ہے اور آپ جانتے ہیں کہ پودوں کی قسموں کا کوئی کنارہ نہیں۔ انکی بے شمار اقسام ہیں اور ہر قسم اپنی جگہ ایک پورا جہان ہے۔

ایک موٹے اصول کے تحت بات کرتے ہوئے آپ کہہ سکتے ہیں، پھولوں کی دنیا اور اگر آپ پھولوں کا مطالعہ شروع کریں، انکی ساخت، انکا کردار، انکی زندگی کا مقصد اور کس طرح وہ پیدا ہوئے اور کس طرح وہ پھل بن جاتے ہیں اور پودوں اور جانوروں کی زندگی میں وہ کیا کردار ادا کرتے ہیں اور دیگر زندگی کی اقسام کے ساتھ ان کا کیا رشتہ ہے یہ بذات خود علم کا ایک جہان بن جاتا ہے۔ پھول کا ذکر بہت آسان ہے آپ صرف ایک لفظ بول دیتے ہیں لیکن پھول کا لفظ انسانی جذبات کے لئے بھی استعمال ہو سکتا ہے اور انسان کے شاعرانہ خیال کے لئے بھی اس قدر مختلف چیزیں لفظ پھول کے تحت آجاتی ہیں کہ آپ فی الواقع کہہ سکتے ہیں کہ پھول کا بھی ایک جہان ہے۔

پھر بیج ہیں۔ مختلف قسم کے بیج Dicotolidinom، Monocotolidinom خول

والے بیج ،مختلف طریقہ سے بونے والے بیج ،بعض ہوا کے دوش پر دور دور پھیل جاتے ہیں ،بعض کیڑے مکوڑوں کے ذریعہ پھیلائے جاتے ہیں ،بعض انسان خود پھیلاتا ہے،کھانے کے بعدوہ اسے فضلہ کے ذریعہ زمین میں پھیلا دیتا ہے ۔تو بیج پھیلانے کے بھی بے شمار طریق ہیں ۔صرف اس زاویہ سے ہی بیج ایک الگ جہان نظر آتے ہیں ۔اس پر ہی بس نہیں اگر آپ اس کی اندرونی کیمیاوی ترکیب کا مطالعہ کریں اور اس کے اندر کی ترتیب اور نظام کو دیکھیں اور یہ کہ وہ کس طرح کام کرتے ہیں ۔اب تک انسان نہیں سمجھ سکا کہ کس طرح عجیب وغریب طور سے بیج کے اندر کا نظام چل رہا ہے ۔اور کس طرح اپنے اپنے ماحول کے مطابق مختلف بیج پیدا ہوئے ہیں ۔

ایک بھولا انسان جو اندھے ارتقاء کو تسلیم کرتا ہے وہ صرف یہ کہتا ہے کہ گردوپیش کے حالات نے زندگی کی نشوونما اور مختلف انواع میں تقسیم کرنے کا کردار ادا کیا ہے ۔بس یہ کافی ہے ۔لیکن یہ کافی نہیں ۔گردوپیش کے بدلتے ہوئے حالات بیج کی اندرونی زندگی کے کیمیاوی عمل کو تبدیل نہیں کر سکتے ۔بعض بیج ہیں جو ہلکے پھلکے بنائے گئے ہیں تا کہ ہوا انہیں دور دور تک پھیلا دے ۔مثلاً آک کے بیج جو ایک قسم کی نرم روئی میں لپٹے ہوئے ہیں جو انہیں ہلکا بنا دیتی ہے تا کہ یہ ہوا میں اُڑ کر دور دور چلے جائیں ۔کیوں؟ اس لئے کہ یہ نہایت کڑوا پھل ہے اور اسے کوئی جانور نہیں کھاتا سوائے بکری کے ۔اگر یہ انتظام نہ کیا جاتا تو نہ تو کوئی تتلی اس کی طرف کشش محسوس کرتی اور نہ کسی اور قسم کے جانور کو اس کی طرف کشش ہوتی تو پھر یہ کس طرح پھیلایا جاتا ۔اس کی افزائش کس طرح ہوتی ۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے اُسے ایک خاص شکل دی ہے اور یہ ہے مطلب رَبُّ الْعَالَمِیْن کا ۔ہر ایک عالم اپنا رب رکھتا ہے ۔ربّ ایک ہے اور ہر عالم کا اس کے ساتھ رابطہ ہے ۔اور ربّ اس کی حفاظت کرتا ہے اور اس کی دستگیری کرتا ہے اور اسے مناسب شکل دیتا ہے تا کہ وہ فنا نہ ہو ۔یہ حقیقت ہے کہ آک ایک کڑوا درخت ہے اور اکثر جانوروں سے کھایا نہیں جا سکتا لیکن یہ بات واضح نہیں کرتی کہ اس کے اندر کا کیمیاوی عمل کس طرح سے تبدیل ہوا اور کس طرح اس بیج کو خاص شکل دی گئی ۔اس کا کوئی جوڑ اس کے گردوپیش سے نہ تھا ۔پس یہ ایک ربّ کا تقاضا کرتا ہے جو اس کی دستگیری کرے اور اسے نظام عطا کرے ۔

خدا تعالیٰ کی ہستی کا قطعی ثبوت

پس آپ جس کسی جہان کا مشاہدہ کریں ،زندگی کے جہان کا یا بے جان چیزوں کے جہان کا سب سے آپ کو ایک رب کی شہادت ملے گی ۔جس کا مطلب ہے کہ آپ کا علم آپ کو غیب کی طرف لے جائے گا ۔پس جس قدر آپ اپنا علم بڑھائیں اسی قدر زیادہ آپ کی اس غیب کی طرف راہنمائی ہوگی جو اس علم کے پیچھے ہے ۔اور رَبُّ الْعَالَمِیْن یہ بھی بتاتا ہے کہ آپ اپنے علم کے ذریعہ یہ بھی معلوم کریں گے کہ کائنات کا ربّ ہی دنیا کی دستگیری کرنے والا ہے ۔اگر یہ دو باتیں جمع ہو جائیں تو آپ یہ دو خوبیاں ہر ایک ذات میں پائیں گے کہ وہ تغیّر پذیر ہے ۔کبھی بھی مستقل نہیں ہر وقت تبدیل ہو رہی ہے ۔تغیّر سمت رکھتا ہے تنزل کی حالت سے اعلیٰ حالت کی طرف اور یہ بات تقاضا کرتی ہے کہ اس کی دستگیری کی جاوے ۔اسے ایسی طاقت کی ضرورت ہے جس کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا ۔یہ تینوں عنصر اکٹھے ہونے سے خالق کی طرف راہنمائی کرتے ہیں ۔اس لئے کہ یہ تین عنصر خود بخود اکٹھے نہیں ہوئے بلکہ انہیں ایک خارجی وسیلہ چاہئے جو ان کی دستگیری کرے اور انہیں تنزل کی حالت سے اعلیٰ حالت کی طرف لے جائے اور ان میں تبدیلی پیدا کرے ۔

اگر یہ خیال کیا جائے کہ ایک تغیّر پذیر چیز ازل سے ہے تو آپ پیچھے کی طرف سوچیں تو جو بھی چیز ترقی پذیر ہے وہ کسی چیز سے شروع ہوئی ہوگی ۔اگر آپ ماضی میں جانا شروع کریں گے تو آپ ایسے مقام پر ضرور پہنچیں گے جب اس چیز کا آخر آ جائے گا اس لئے جو چیز تغیر پذیر ہے وہ ازل سے نہیں ہو سکتی ۔پس اگر یہ ازل سے نہیں تو اس سے پہلے کوئی ذات ضرور ہونی چاہئے جو ازل سے ہے ۔علاوہ ازیں اگر ایک تغیر پذیر چیز اپنے وجود کا شعور نہیں رکھتی اور اسے اپنے آپ پر اختیار نہیں تو وہ ایک سمت میں نہیں جا سکتی ،ترقی نہیں کر سکتی ۔تغیر اتفاقیہ ہو گا اور ترقی بھی اتفاقیہ ہوگی یعنی کبھی اوپر کبھی نیچے ۔یعنی بغیر کسی خارجی با اختیار ہستی کے ایک سمت میں ترقی نہیں ہو سکتی ۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے رب العالمین یعنی اگر تم کائنات کا مطالعہ کرو تو تمہیں معلوم ہو گا کہ ترقی کی ایک معین سمت ہے ۔یہ ایک مزید عنصر ہو گا جو غیب کی طرف تمہاری رہنمائی کرے گا ۔

ایک تغیر پذیر عنصر جس کا میں اب ذکر کرتا ہوں، یہ ہے کہ آپ لفظ اَلْحَمْد پر غور کریں جو اس نظام میں کردار ادا کر رہا ہے ۔﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ وہ دستگیری کرنے والی ہستی جو چیزوں میں تغیر پیدا کرتی ہے وہ کامل تعریف کی مستحق ہے ۔جب آپ چیزوں پر نظر ڈالتے ہیں تو آپ یہ بھی دیکھیں گے کہ یہ مظہر قدرت تعریف کا مستحق ہے ۔ہر عمل اور ایک چیز کے دوسری چیزوں پر اثر کے ہر جزو میں ایک حسن نظر آئے گا ۔پس رَبُّ الْعَالَمِیْن کا مطلب ہے کہ ایک کائنات ہے اور اس کائنات کا ایک رب ہے ۔کائنات کو مخلوق کے نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو ہماری راہنمائی ’’الغیب‘‘ کی طرف ہوتی ہے یعنی خدا کی طرف ۔وجہ یہ ہے کہ ایک وقت تھا جب رَبُّ الْعَالَمِیْن موجود تھا بغیر عالم کے ۔اگر آپ صفت رب کو دیکھیں تو عالم کو ضرور پیدا ہونا چاہئے ایک طبعی مظہر قدرت کے طور پر ،رب کے ایک طبعی نتیجہ کے طور پر ۔کیونکہ ربّ کا مطلب ہے ایسی ہستی جو دوسری چیزوں کو پیدا کرتی ہے اور انکی دستگیری کرتی ہے اور ان کو قائم رکھتی ہے ۔پس اگر ایک رب ہے تو کائنات ضرور ہونی چاہئے ۔رب کی صفت تقاضا کرتی ہے کہ کائنات پیدا ہو اور یہ کہ وہ تمام خوبیاں رکھے جو حمد کا تقاضا کرتی ہیں ۔

اللہ تعالیٰ کے نقطہ نظر سے ایک کائنات ضرور ہونی چاہئے ۔کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کا وصف ہے ۔جب ہم اپنے نقطہ نظر سے کائنات کو دیکھتے ہیں تو ہماری رہنمائی اس خدا کی طرف ہوتی ہے جس نے کائنات پیدا کی تھی ۔پس ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ قطعی طور پر خدا تعالیٰ کی ہستی کو ثابت کرتی ہے ۔یہ اس مضمون پر مختصر بحث ہے جو آپ اپنے علم کے میدان میں مزید آگے بڑھا سکتے ہیں ۔خدا تعالیٰ کی ہستی کا قطعی ثبات جو دنیا کا انسان پا سکتا ہے وہ سورہ فاتحہ کی پہلی آیت مہیا کرتی ہے ۔یعنی ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ یہ کائنات جو ایسی صفات رکھتی ہے فی الواقع آپ کی خدا تعالیٰ کی طرف راہنمائی کرے گی ۔اگر آپ متعصب نہیں ہیں ،اگر آپ اندھے نہیں ہیں ،اگر آپ ہوش وحواس کھو نہیں بیٹھے تو یہ آیت آپ کو ضرور خدا تعالیٰ تک لے جائے گی کیونکہ اور کوئی راستہ نہیں ۔یہ آپ کو راستہ میں نہ چھوڑ دے گی ۔

رَبُّ الْعَالَمِیْن کا ایک اور معنی بھی ہے ۔جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں عَالَمْ کے دو معنے ہیں ایک معلوم کائنات کے لیکن یہاں ہم کائنات کے لفظ کو چھوڑ کر صرف ’معلوم‘ کو لیتے ہیں ۔سب کچھ جو معلوم ہے (یہ ہے ایک معنی عَالَمْ کا) وہ ہماری راہنمائی کرتا ہے اس ہستی کی طرف جو غائب ہے لیکن اگر وہ غائب ہستی باشعور ہستی ہے ،اگر وہ غائب ہستی طاقتور ہستی ہے ،اگر وہ غائب ہستی کامل ہستی ہے اگر وہ غائب ہستی قابل ستائش ہستی ہے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ ان سب خوبیوں کا تقاضا کرتی ہے) تو پھر کیوں ہم اس ہستی سے براہ راست تعلق پیدا نہیں کر سکتے ؟ کیوں ہم یہ تعلق ’معلوم‘ کے واسطے سے پیدا کرتے ہیں ؟ کیا وہ غائب ہستی ہمیں کبھی معلوم نہ ہو گی ؟ یہ ہے سوال جو یہاں پیدا ہوتا ہے ۔

اس سوال کا جواب ﴿اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ کے دہرانے سے دیا گیا ہے ۔جب ہم ﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ میں خدا تعالیٰ کی صفات ﴿اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ پر بحث کر رہے تھے تو میں نے بیان کیا تھا رحمان میں کائنات کی پیدائش کا ذکر ہے لیکن ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ کے بعد اسے دوبارہ کیوں پڑھیں ۔یہ سمجھ لینے کے بعد کہ خدا کی ہستی ضرور ہونی چاہئے تو پھر کیوں ﴿اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ کو دہرایا گیا ؟

ان صفات کو دہرانے کی وجہ یہ ہے کہ تا آپ کو تسلّی دی جائے کہ وہی رحمٰن جو کائنات کی پیدائش کا ذمہ دار تھا اور تمہاری جسمانی پیدائش کا ذمہ دار تھا وہ اس کائنات کا بھی ذمہ دار ہے جس میں تم اپنے پیدا کنندہ کے ساتھ براہ راست ذاتی اور شعوری تعلق پیدا کر سکو گے ۔پس تمام قوانین جو نگرانی کرتے ہیں اس مظہر قدرت کی جو آپ اس کائنات میں دیکھتے ہیں وہ قوانین خدا تعالیٰ سے شعوری تعلق اور مکالمہ کے لئے اَلرَّحْمٰنِ نے الہام کئے ہیں ۔اس طرح ایک اور عالم پیدا ہوتا ہے ۔عالمین جن پر ہم اب تک بحث کر رہے تھے ان کی ابتداء اَلرَّحْمٰنِ، الرَّحِیْم سے ہوئی یعنی پہلا پیدا کنندہ اَلرَّحْمٰن، الرَّحِیْمِ جو رَبُّ الْعَالَمِیْن بن گیا تھا ۔رحمٰن اور رحیم کی دو صفات جب ایک دوسرے میں مدغم ہوئیں تو وہ ربّ بن گیا ۔پھر ہم نے مشاہدہ کیں ،مظہر قدرت کائنات کی پیدائش ،اس کی نشوونما اور اس کی منزل مقصود تک تکمیل ،انسان کے ارتقاء کی صورت میں ، جبکہ انسانیت اس منزل پر پہنچی جہاں شعوری طور پر یہ اپنے پیدا کنندہ خدا کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لئے تیار تھی ۔یہ کائنات اس درجے تک پہنچ چکی تھی جہاں پر انسانیت اللہ کے ساتھ ایک شعوری تعلق اور مکالمہ کر سکتی تھی ۔کم از کم ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کائنات کا مطالعہ انسان کو اس ہستی تک پہنچنے کی پیاس لگا سکا جس کی طرف انگلیاں اشارہ کر رہی تھیں ۔انگلیاں صرف اشارہ کر رہی تھیں لیکن وہ خاموش انگلیاں تھیں براہ راست رب کی طرف سے تسلی دینے والے الفاظ نہ تھے ۔﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ میں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ تمہاری غیب کی جانب رہنمائی ہو رہی ہے اور جب رہنمائی ہو رہی ہے تو آپ اس غیب تک پہنچنا چاہتے ہیں اور جب آپ اس ذات تک رسائی پا لیتے ہیں تو پھر وہ ذات غیب نہیں رہتی وہ خود معلوم بن جاتی ہے ۔وہ وجود آپ کو کس طرح معلوم ہو سکتا ہے جب تک آپ اس کی صفات کا علم حاصل نہ کر لیں ۔لیکن خدا کائنات نہیں ،وہ مخلوق نہیں ،وہ پیدا نہیں کیا گیا ،اس لئے آپ اپنے پانچ حواس کے ذریعہ اس کی صفات تک پہنچ نہیں سکتے ۔جب تک وہ آپ کو مخاطب نہ کرے ، جب تک وہ خود اپنے آپ کو ظاہر نہ کرے ،آپ اسے پہچان نہیں سکتے ۔

پس اس کے لئے آپ کو ایک اور جہان کی ضرورت ہے یعنی اس ہستی کے بولے ہوئے الفاظ کا جہان ۔وہ ہستی جس کی طرف اس کائنات کے ذریعہ ہماری رہنمائی ہو رہی ہے ۔اسی لئے سورہ فاتحہ میں رحمٰن کا دوبارہ ذکر ہو رہا ہے یعنی کلام کے جہان کا پیدا کنندہ رب کا ۔نہ صرف اللہ تعالیٰ کے افعال کی کائنات بلکہ خدا کے کلام کی کائنات بھی ۔یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں کہا گیا ہے ۔

﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنُ﴾ ۔ وہ رحمٰن خدا ہے جس نے قرآن سکھایا ۔پس رحمانیت مزید ترقی کی طرف لے جانے کا تقاضا کرتی تھی ۔رحمانیت کا تقاضا تھا کہ وہ آپ کے لئے وہ سب کچھ مہیا کرے جس کی آپ کو ضرورت تھی تا آپ ایک نہ ختم ہونے والی زندگی میں قدم رکھیں اور آپ کے لئے اس کا سامان

باقی صفحہ نمبر 10پر ملاحظہ فرمائیں

Punjab Sweets & Restaurant
ایک سو مہمانوں کے لئے خوبصورت پارٹی ہال اور باربی کیو پارٹی کے لئے بھی جگہ موجود ہے ۔
کھلے آسمان تلے بہترین کھانوں کا لطف اٹھائیں ۔
ہر قسم کی مٹھائیاں اور کھانے کا بھترین مرکز
Munawar Ahmad (Babbi)
Punjab Sweets & Restaurant
172-174 Upper Tooting Road
Tooting, London
Tel: 020 8767 3535

اعلیٰ معیار کی ضامن
چناب سویٹس
ہمارے ہاں ہر قسم کی مٹھائیاں ،سموسے ،پکوڑے آرڈر پر بھی تیار کئے جاتے ہیں ۔
بلجیم ،ہالینڈ کے لئے بڑے آرڈر پر سپلائی کا انتظام بھی موجود ہے
Chanab Sweets
Bieberer Str. 165-63179 Obertshausen
Germany
Tel: 06104 800612 Fax: 06104 409347
Mobile: 0162 8909960

خطبہ جمعہ

اپنی عبادتوں کو زندہ کریں۔ باجماعت نمازوں کی طرف ابھی بہت زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔ اگر یہ ہو جائے تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ جماعت کی سالوں میں ہونے والی ترقیات کو دنوں میں واقع ہوتے دیکھیں گے۔

ہر احمدی یہ عہد کرے کہ اس رمضان میں اپنے اندر انشاء اللہ تعالیٰ انقلابی تبدیلیاں پیدا کرنی ہیں۔ ہر احمدی یہ کوشش کرے اور دعاؤں اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے مزے چکھے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۲۲/اکتوبر ۲۰۰۴ء بمطابق ۲۲/اخاء ۱۳۸۳ ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلک يوم الدين - إياک نعبد و إياک نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ۔ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ﴾ (سورۃ البقرہ:۱۸۷)

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ 'اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں'۔

رمضان کے شروع ہوتے ہی یہ خیال دل میں فوراً پیدا ہو جاتا ہے کہ کیونکہ یہ برکتوں والا مہینہ ہے اور اس میں دعائیں قبول ہوتی ہیں اس لئے عموماً لوگ مسجدوں کی طرف بھی زیادہ رخ کرتے ہیں۔ مسجدوں کی حاضری بھی بڑھتی ہے۔ فجر کی نماز کی حاضری بھی بعض دنوں سے زیادہ ہو جاتی ہے، جتنی عام دنوں میں مغرب یا عشا کی نماز پر۔ بلکہ مجھے کسی نے لکھا تھا، پہلے یا دوسرے روزے کی بات ہے کہ آج مسجد فضل میں فجر کی حاضری اتنی تھی کہ ہال بھرنے کے بعد بھی لوگ اِدھر اُدھر نماز کے لئے جگہ تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ دنیا کے اور شہروں اور ملکوں سے بھی یہی اطلاعیں آ رہی ہیں کہ ماشاء اللہ مسجدیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے آجکل بڑی رونق دکھا رہی ہیں۔ دل خوش ہوتا ہے کہ لوگوں کو خیال آیا اور دنیاوی دھندے چھوڑ کر، آرام دہ بستروں کو چھوڑ کر، صبح اٹھنے، تہجد پڑھنے، روزہ رکھنے اور پھر مسجد میں نماز کے لئے آنے، ایک خدا کی عبادت کرنے، اپنی غلطیوں، کوتاہیوں اور گناہوں کو بخشوانے کی طرف توجہ پیدا ہوئی ہے۔ یہ توجہ اللہ تعالیٰ رمضان میں اپنے بندوں پر فضل کرتے ہوئے بخشش کے جو دروازے کھولتا ہے اس کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ ہر کوئی چاہتا ہے کہ اس سے فائدہ اٹھائے۔ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "جو شخص ایمان کے تقاضے اور ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں اٹھ کر نماز پڑھتا ہے اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری کتاب الصوم باب فضل من قام رمضان)

انسان کیونکہ غلطیوں کا پتلا ہے دن میں بھی روزانہ کئی غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ کئی گناہ سرزد ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ہر ایک کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو موقع دیا ہے اس سے فائدہ اٹھایا جائے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کی جائے۔

لیکن یاد رکھیں کہ حدیث کے الفاظ ہیں کہ ایمان کے تقاضے پورے کرتے ہوئے نماز پڑھتا ہے۔ اب دیکھیں ایمان کا تقاضا کیا ہے۔ ایمان کیا تقاضا کرتا ہے۔ کیا یہ کہ گیارہ مہینے عبادت کی طرف، نمازوں کی طرف حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ نہ ہو اور بارہویں مہینے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ پیدا ہو جائے تا کہ گزشتہ گناہ بخشے جائیں۔ نہیں، ایمان کا تقاضا ہے کہ جو عہد تم نے اللہ سے کیا ہے، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک احمدی نے جو عہد کیا ہے ان کو پورا کرے۔ جو تبدیلیاں ایک رمضان میں پیدا کی ہیں ان تبدیلیوں کو اب اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کے جو احکامات ہیں ان پر عمل کرنا ہے۔ اور یہ عہد بھی کرنا ہے کہ آئندہ اب ان برائیوں کو ہم نے اپنے اندر پیدا نہیں ہونے دینا۔ پھر خدا تعالیٰ کے پیار کی نظر پڑے گی اور گزشتہ گناہ بخشے جائیں گے۔

یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے یہ رمضان سے، روزے سے متعلق جو احکامات ہیں قرآن کریم میں ان آیات کے بیچ میں رکھی گئی ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دنوں اپنے بندوں پر پیار کی نظر ڈالنا چاہتا ہے۔ بھولے بھٹکوں کو واپس لانا چاہتا ہے۔ ان کی عبادتوں کے معیار اونچے کرنا چاہتا ہے تا کہ اس کے صحیح عبد دنیا میں پیدا ہوتے رہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ یہی فرماتا ہے کہ جب میرے بندے میرے متعلق سوال کریں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا ہے کہ میرے بندے سے یہاں مراد عاشقانِ الٰہی ہیں، اللہ تعالیٰ کے عاشق ہیں۔ اب دیکھیں عاشق کون ہوتے ہیں۔ سچے عاشق تو اپنے محبوب کی ہر بات مانتے ہیں۔ دنیاوی محبوبوں میں تو بری بھلی ہر قسم کی بات ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات تو ایسی ہے جس میں سوائے نفع کے اور ہے ہی کچھ نہیں۔ نفع ہی نفع ہے۔ فائدہ ہی فائدہ ہے۔ ہر خیر کا وہ سرچشمہ ہے اور ہر برائی سے وہ بچانے والا ہے۔ ہر تکلیف سے وہ نجات دینے والا ہے۔ وہ کہتا ہے مجھ سے مانگو میں تمہاری دعا کا جواب دوں گا۔ اب سچا عاشق کیا مانگتا ہے۔ سچا عاشق محبوب سے اس کا قرب مانگتا ہے۔ اور جب قرب حاصل ہو جائے، ایک دوسرے پر یقین پیدا ہو جائے تو ایک دوسرے کو فائدہ پہنچانے کی کوشش ہوتی ہے۔ یہاں تو یہ بھی یکطرفہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا قرب ملنا ہے تو فائدہ بھی صرف ہمیں ہونا ہے اور پھر یہ جو ہے کہ صرف فائدہ اٹھانے تک بات نہیں رہتی بلکہ یہ کہ جب تم اس کا قرب پا لوگے تو پھر کچھ قربانیاں کرنی پڑیں گی، ان کے لئے تیار ہونا پڑے گا۔

آگے اللہ تعالیٰ مزید کھول کے فرماتا ہے کہ کون میرے بندے ہیں جن کو مَیں جواب دیتا ہوں۔ فرمایا وہ میرے بندے ہیں، وہ میرے عاشق ہیں جو میری بات پر لبیک کہتے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے جو باتیں کی ہیں جن پر لبیک کہنا ہے وہ کیا ہیں۔ وہ حقوق اللہ ہیں، وہ حقوق العباد ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق ہیں، وہ بندوں کے حقوق ہیں۔ مستقل مزاجی سے اس کی عبادت بجا لائیں۔ جن باتوں سے روکا ہے ان سے رک جائیں۔ جن باتوں کے کرنے کا حکم دیا ہے ان کی ادائیگی کرنی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ قرآن کریم میں سات سو حکم ہیں۔ جب رمضان میں قرآن کریم کا مطالعہ کریں گے، گہرائی سے مطالعہ کریں گے، ترجمہ پڑھیں گے تو ان احکامات کا بھی پتہ لگ جائے گا۔ جب پتہ لگ جائے گا تو ان احکامات پر عمل کرنے کی بھی کوشش کرنی ہے۔ اور نیک نیتی سے کی گئی کوشش پھر نیکیوں میں بڑھاتی بھی ہے۔ تو یہی سچے عاشق کی نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جو احکامات ہیں ان پر لبیک کہنا، ان پر عمل کرنا اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنا۔ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے جو ہر عاشق سے ایک جیسے معیار قربانی کا مطالبہ کرے۔ بلکہ ہر ایک کی استعداد کے مطابق، ہر ایک کی طاقت کے مطابق قربانی کا حکم ہے، یا احکامات پر عمل کرنے کا حکم ہے۔ لیکن شرط یہی ہے کہ مستقل مزاجی سے اللہ تعالیٰ کی باتوں پر عمل کرنے اور ان میں ترقی کرنے کی کوشش کرنی ہے۔

پھر فرمایا کہ مجھ پر ایمان لائیں تا کہ ہدایت پائیں۔ اب کامل ایمان بھی یہی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی سچی اطاعت کی جائے۔ پھر یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ایمان اور اعمال صالحہ ایسی چیزیں ہیں جو ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ اس لئے اس آیت میں جو یہ لکھا ہے کہ میری بات پر لبیک کہیں وہ باتیں یہی ہیں کہ اعمال صالحہ بجا لائیں، نیک اعمال بجا لائیں۔ نیکیوں پر قائم ہوں اور پھر عبادت کرتے ہوئے دعائیں مانگیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہارے قریب ہوں۔ فرمایا کہ پھر میں تمہارا دوست بنوں گا۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔ ﴿اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾ (البقرة:258) کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا دوست ہوتا ہے جو ایمان لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یہ دوستی اور ایمان تمہیں اللہ تعالیٰ کا قرب عطا کرے گا۔ اور پھر یہ کہ قرب عطا کرتا چلا

جائے گا، اس میں ترقی ہوتی چلی جائے گی۔ یہ قرب ایسا نہیں کہ ایک جگہ رکنے والا ہے۔ وہ دعاؤں کو بھی سنے گا۔

لیکن جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا قرب اس کی قربت اور دعاؤں کی قبولیت کچھ شرائط کے ساتھ ہے۔ پہلی تو یہی کہ اس کا عبد بن کے رہنا ہے۔ خالص اس کا ہونا ہے۔ خالص ہو کر اس کی عبادت کرنی ہوگی۔ اس کو سب طاقتوں کا سرچشمہ سمجھنا ہوگا۔ پھر یہ کہ جب بھی مانگنا ہے اس سے مانگنا ہے۔ یہ نہیں کہ دل میں چھوٹے چھوٹے خدا بنائے ہوں۔ جس سے کوئی فائدہ پہنچ رہا ہو اس کی جھوٹی سچی تعریفیں بھی شروع کر دیں۔ بعضوں کو افسروں سے فائدہ پہنچتا ہے تو وہ ان کو یا ان کے بچوں کو خوش کرنے کے لئے بعض دفعہ نمازیں تک ضائع کر دیتے ہیں اور ان کے کاموں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ تو فرمایا کہ یہ باتیں قرب حاصل کرنے کے لئے ضروری ہیں کہ جب بھی تم کوئی کام کر رہے ہو، دنیاداری کا بھی کام کر رہے ہو تو تمہاری یہ دنیاداری یہ تمہاری نمازوں میں روک نہ بنے، تمہاری عبادتوں میں روک نہ بنے۔ تمہاری کاروباری مصروفیات تمہیں عبادتوں سے غافل کرنے والی نہ ہوں۔

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کے متعلق آتا ہے کہ ایک دفعہ ان کی ملکہ سے کوئی میٹنگ تھی، گئے ہوئے تھے، تو کچھ دیر کے بعد انہوں نے بڑی بے چینی سے اپنی گھڑی دیکھنی شروع کر دی۔ آخر ملکہ کو پتہ لگا اس نے پوچھا۔ آپ نے کہا ایک خدا ہے جس کی میں عبادت کرتا ہوں، اور اب میرا اس کی عبادت کا وقت ہے۔ تو یہ جرأت ہونی چاہئے کہ کوئی بڑے سے بڑا افسر یا بادشاہ بھی ہو، اس کے سامنے بالکل نہیں جھجکنا۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے سامنے کوئی بھی ہستی نہیں ہے۔ یہ تو سب دنیاوی چیزیں ہیں۔ آخر اس کو اپنے عملہ کو بھی کہنا پڑا کہ آئندہ یہ خیال رکھنا کہ ان کے نمازوں کے وقت اگر آئیں تو خود ہی بتا دیا کرو۔ تو یہ جرأت ہر احمدی کو دکھانی چاہئے۔

پھر یہ بھی شرط ہے کہ رسول کی اطاعت کرنی ہے، جو احکامات دیئے ہیں جو ارشادات فرمائے ہیں جس طرح ہمیں نصیحت کی ہے جو ہم سے توقعات رکھی ہیں جس طرح کام کر کے دکھائے ہیں اس طرح کرنا ہے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں جو تعلیم دی ہے اس پر عمل کرنا ہوگا۔ پھر یہ بھی یقین رکھنا ہوگا اور ایک مومن کو یہ یقین ہونا چاہئے کہ خدا تعالیٰ دعائیں سنتا ہے، اور سننے کی طاقت رکھتا ہے۔ اور اگر اپنے جذبات میں اور دعاؤں میں شدت پیدا ہونے کے باوجود دعا قبول نہیں ہوتی تو پھر یا تو ہمارے دعا مانگنے کے طریق میں کوئی کمی ہے یا ہماری دوسری کمزوریاں اور حقوق کی عدم ادائیگی آڑے آ گئی ہے۔ حقوق ادا نہ کرنے کی وجہ سے، لوگوں کے حق ادا نہ کرنے کی وجہ سے، لوگوں پر ظلم کرنے کی وجہ سے روکیں پڑ رہی ہیں۔ یا اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ کام یا مقصد جس کے لئے ہم دعا کر رہے ہیں ہمارے لئے فائدہ مند نہیں ہے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ بعض دفعہ خود بھی فیصلہ کرتا ہے۔ یا اگر دو آدمیوں کے حق کا معاملہ ہے تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کون زیادہ حقدار ہے اس لئے بہتر حقدار کو حق مل جاتا ہے۔ لیکن نیک نیتی سے اور خالص ہو کر مانگی گئی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ کبھی ضائع نہیں کرتا۔ وہ کسی اور وقت کام آ جاتی ہیں اس دنیا میں یا اگلے جہان میں۔ اس لئے دعائیں مانگنے میں کبھی تھکنا نہیں چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد صبر اور دعا کے ساتھ ہی ہے۔ اس لئے ہمیشہ صبر کا مظاہرہ کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے مانگتے چلے جانا چاہئے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی دعائیں سنتا ہے جو بے صبری نہیں دکھاتے اور یہ نہیں کہتے کہ میں نے بہت دعائیں کر لیں اور اللہ تعالیٰ تو سنتا ہی نہیں۔ یہ کفر ہے، ایمان سے دور لے جانے والی باتیں ہیں۔ ایک مومن کو ہمیشہ اس سے بچنا چاہئے ایک احمدی کو ہمیشہ ان چیزوں سے بچنا چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے دعاؤں کے قبول کرنے یا اس رنگ میں قبول نہ کرنے کے بارے میں جس طرح بندہ مانگتا ہے، فرمایا یہ تو دو دوستوں کی طرح کا معاملہ ہے۔ کبھی دوست اپنے دوست کی مان لیتا ہے کبھی دوست سے اپنی منواتا ہے۔ اسی طرح خدا معاملہ کرتا ہے۔ لیکن بظاہر جو ایک مومن کی دعا خدا ردّ کرتا ہے یہ بھی اصل میں اس کے فائدے کے لئے کر رہا ہوتا ہے۔ (یہ الفاظ میرے ہیں شاید آگے پیچھے اصل الفاظ ہوں) بہر حال یہی مفہوم ہے۔

تو اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں کہ: ”یعنی جب میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں کہ خدا کے وجود پر دلیل کیا ہے تو اس کا یہ جواب ہے کہ میں بہت نزدیک ہوں۔ یعنی کچھ بڑے دلائل کی حاجت نہیں۔ میرا وجود نہایت اقرب طریق سے سمجھ آ سکتا ہے۔ اور نہایت آسانی سے میری ہستی پر دلیل پیدا ہوتی ہے“۔ بڑا آسان طریقہ ہے مجھے سمجھنے کا اور دلیل حاصل کرنے کا۔” اور وہ دلیل یہ ہے کہ جب کوئی دعا کرنے والا مجھے پکارے تو مَیں اس کی سنتا ہوں اور اپنے الہام سے اس کی کامیابی کی بشارت دیتا ہوں جس سے نہ صرف میری ہستی پر یقین آتا ہے بلکہ میرا قادر ہونا بھی بپایۂ یقین تک پہنچتا ہے“۔ جب اللہ تعالیٰ سنتا ہے تو جواب بھی دیتا ہے نہ صرف اپنی ہستی کا یقین دلواتا ہے بلکہ یہ بھی یقین دلاتا ہے کہ وہ سب قدرتوں کا مالک ہے۔ ”لیکن“ شرط ہے کہ ”چاہئے کہ لوگ ایسی حالت تقویٰ اور خدا ترسی کی پیدا کریں کہ میں ان کی آواز سنوں“۔ اب یہ خدا ترسی اور تقویٰ کی حالت وہ اللہ تعالیٰ کو آواز سنوانے کے لئے پیدا کرنی ہوگی۔ ”نیز چاہئے کہ وہ مجھ پر ایمان لاویں اور قبل اس کے جو ان کو معرفت تامہ ملے اس بات کا اقرار کریں کہ خدا موجود ہے اور تمام طاقتیں اور قدرتیں رکھتا ہے۔ کیونکہ جو شخص ایمان لاتا ہے اسی کو عرفان دیا جاتا ہے“۔

(ایام الصلح صفحہ 31 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اول صفحہ 649)

تو فرمایا تقویٰ ہو، خدا ترسی ہو اور اللہ کے حقوق بھی ادا کر رہے ہو اور اللہ کے بندوں کے حقوق بھی ادا کر رہے ہو تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آواز سنوں گا۔ پھر یہ کہ ایمان ہو۔ میرے پہ ایسا ایمان ہو، یہ یقین ہو کہ خدا ہے اور خدا کی ذات کا یہ یقین پہلے دل میں ہونا چاہئے۔ معرفت تامہ سے یعنی گہرائی میں جا کر تجربہ سے خدا تعالیٰ کی ہر صفت کی پہچان ہونے سے پہلے یہ یقین ہو کہ خدا ہے۔ وہ جو آیا ہے کہ ﴿یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ﴾ کہ غیب پر ایمان ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ غیب بھی خدا کا نام ہے۔ تو فرمایا کہ ہر تجربہ سے پہلے یہ یقین ہو کہ خدا ہے اور وہ بے انتہا صفات کا حامل ہے، سب قدرتیں اور طاقتیں رکھتا ہے۔ جب اس یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھو گے، اس کے آگے جھکو گے، اس سے دعائیں مانگو گے تو پھر تمہیں اللہ تعالیٰ کی مکمل پہچان ہوگی، عرفان حاصل ہوگا، تجربہ ہوگا، قبولیت دعا کے نشانات دیکھو گے۔ تو یہ چیزیں اور معیار ہیں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بتائے اور جو آپ اپنی جماعت میں پیدا کرنا چاہتے تھے۔ اس یقین کے ساتھ جب ہم دعائیں مانگیں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ سنے گا۔ یہ نہیں کہ منہ سے تو کہہ دیا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر مکمل یقین ہے اور ایمان ہے لیکن جو اس کے احکامات ہیں ان پر عمل نہ ہو۔ نمازیں سال کے سال صرف رمضان میں پڑھنے کی کوشش کی جا رہی ہو یا کی جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، بہت فضل ہے جماعت پر کہ دوسروں کے مقابلے میں جماعت کی ایک بڑی تعداد نمازیں ادا کرنے والی ہے، نمازیں پڑھنے والی ہے۔ لیکن با جماعت نمازوں کی طرف ابھی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اس میں ابھی بہت کمی ہے۔

تو یہ رمضان ہمیں ایک دفعہ پھر موقع دے رہا ہے کہ ہم خدا کے آگے جھکیں جس طرح جھکنے کا حق ہے۔ اس کی عبادت کریں، جس طرح عبادت کرنے کا حق ہے تو اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کا یقیناً جواب دے گا۔ اور یہ عہد کریں کہ آئندہ ہم ان عبادتوں کو ہمیشہ زندہ رکھیں گے۔ اگر یہ ہو جائے تو اس سے ہم انشاء اللہ تعالیٰ جماعت کی سالوں میں ہونے والی ترقیات کو دنوں میں واقع ہوتے دیکھیں گے۔ اس لئے مَیں پھر یہی کہوں گا کہ اپنی عبادتوں کو زندہ کریں۔ دوسروں کے پاس دعائیں کروانے کی بجائے (بعض لوگوں کو عادت ہوتی ہے کہ اپنا اپنا ایک حلقہ بنایا ہوا ہے، وہاں دعائیں کروانے کے لئے جاتے ہیں، اور خود توجہ نہیں ہوتی)۔ خود اللہ تعالیٰ کی ذات کی قدرتوں کا تجربہ حاصل کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ: ”پیر بنیں۔ پیر پرست نہ بنیں“۔ یہاں یہ بھی بتا دوں کہ بعض رپورٹیں ایسی آتی ہیں، اطلاعیں ملتی رہتی ہیں، پاکستان میں بھی اور دوسری جگہوں میں بھی، بعض جگہ ربوہ میں بھی کہ بعض احمدیوں نے اپنے دعا گو بزرگ بنائے ہوئے ہیں۔ اور وہ بزرگ بھی میرے

KENWRIGHT & LYNCH SOLICITORS
& COMMISSIONERS FOR OATHS

Our legal advice includes:

Immigration, Asylum , Nationality ,Work Permits, Business Visas, ECO matters &

Appeals, Conveyancing, Landlord & Tenants, Family & Ancillary matters, Employment .

Contact:

Muzaffar Mansoor, Solicitor & Expert Witness Asylum Cases

Robyn Lynch, Martin Chambers Solicitors.

2 Mitcham Road Tooting Broadway London SW17 0TF

Tel: 020 8767 1211 Fax: 020 8672 0486.

Freephone: 0800 716929

Email: Kenwrightlynch@legaleys.fsnet.co.uk

LEGAL AID FRANCHISE

نزدیک نام نہاد ہیں جو پیسے لے کر یا ویسے تعویذ وغیرہ دیتے ہیں یا دعا کرتے ہیں کہ 20 دن کی دوائی لے جاؤ، 20 دن کا پانی لے جاؤ یا تعویذ لے جاؤ۔ یہ سب فضولیات اور لغویات ہیں۔ میرے نزدیک تو وہ احمدی نہیں ہیں جو اس طرح تعویذ وغیرہ کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے دعا کروانے والا بھی یہ سمجھتا ہے کہ مَیں جو مرضی کرتا رہوں، لوگوں کے حق مارتا رہوں، مَیں نے اپنے بزرگ سے دعا کروالی ہے اس لئے بخشا گیا، یا میرے کام ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ مومن کہلانا ہے تو میری عبادت کرو، اور تم کہتے ہو کہ پیر صاحب کی دعائیں ہمارے لئے کافی ہیں۔ یہ سب شیطانی خیالات ہیں ان سے بچیں۔ عورتوں میں خاص طور پر یہ بیماری زیادہ ہوتی ہے، جہاں جہاں بھی ہیں ہمارے ایشین (Asian) ملکوں میں اس طرح کا زیادہ ہوتا ہے یا جہاں جہاں بھی Asians اکٹھے ہوئے ہوتے ہیں وہاں بھی بعض دفعہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے ذیلی تنظیمیں اس بات کا جائزہ لیں اور ایسے جو بدعات پھیلانے والے ہیں اس کا سدباب کرنے کی کوشش کریں۔ اگر چند ایک بھی ایسی سوچ والے لوگ ہیں تو پھر اپنے ماحول پر اثر ڈالتے رہیں گے۔ نہ صرف ذیلی تنظیمیں بلکہ جماعتی نظام بھی جائزہ لے اور جیسا کہ مَیں نے کہا کہ چند ایک بھی اگر لوگ ہوں گے تو اپنا اثر ڈالتے رہیں گے۔ اور شیطان تو حملے کی تاک میں رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بات ماننے والے بننے کی بجائے اس طرح بعض شرک میں پڑنے والے ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس سے محفوظ رکھے۔ لیکن مَیں پھر کہتا ہوں کہ یہ بیماری چاہے چند ایک میں ہی ہو، جماعت کے اندر برداشت نہیں کی جا سکتی۔ اللہ تعالیٰ تو یہ دعا سکھاتا ہے کہ اپنے اپنے دائرے میں ہر ایک یہ دعا کرے کہ مجھے متقیوں کا امام بنا۔ خلیفۂ وقت بھی یہ دعا کرتا ہے کہ مجھے متقیوں کا امام بنا۔ اور یہ پیر پرست طبقہ کہتا ہے کہ ہم جو مرضی عمل کریں ہمارے پیر صاحب کی دعاؤں سے ہم بخشے جائیں گے۔ اِناَّ لِلّٰہ۔ یہ تو نعوذ باللہ عیسائیوں کے کفارہ والا معاملہ ہی آہستہ آہستہ بن جائے گا۔ وہی نظریہ پیدا ہوتا جائے گا۔ پس اس طرف چاہے یہ چھوٹے ماحول میں ہی ہو، بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ ابھی سے اس کو دبانا ہوگا۔ اور ہر احمدی یہ عہد کرے کہ اس رمضان میں اپنے اندر انشاء اللہ تعالیٰ انقلابی تبدیلیاں پیدا کرنی ہیں۔ ہر احمدی یہ کوشش کرے اور ہر احمدی خود ان دعاؤں اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے مزے چکھے بجائے اس کے کہ دوسروں کے پیچھے جائے۔

ایک روایت میں آتا ہے، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جس کے لئے باب الدعا کھولا گیا تو گویا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے جو چیزیں مانگی جاتی ہیں ان میں سے سب سے زیادہ اس سے عافیت مطلوب کرنا محبوب ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دعا اس ابتلا کے مقابلے پر جو آچکا ہے اور اس کے مقابلہ پر بھی جو ابھی نہ آیا ہو، نفع دیتی ہے۔ اے اللہ کے بندو! تم پر لازم ہے کہ تم دعا کرنے کو اختیار کرو۔ (ترمذی کتاب الدعوات ۔باب ما جاء فی عقد التسبیح باللہ)

فرمایا کہ سب سے محبوب عافیت ہے۔ یعنی نیکی، پارسائی، بری باتوں سے رکنا۔ یہی چیزیں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہیں۔ اور دعاؤں میں جب ان نیکی کی راہوں کو اللہ تعالیٰ سے مانگو گے تو گزشتہ ابتلاؤں سے بھی حفاظت میں آنے کے سامان کرو گے اور آئندہ کے ابتلاؤں سے بھی بچتے رہو گے۔ پس یہ دعائیں کرنا بھی ایک مستقل عمل ہے جس سے رحمت کے دروازے کھلتے رہیں گے۔ اور ہم گزشتہ اور آئندہ آنے والے ابتلاؤں سے بھی محفوظ رہیں گے۔

رحمت اور فضل کے دروازوں کا مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے آنے والوں سے بھی تعلق ہے۔ اس لئے مسجد میں آنے اور جانے کی دعا سکھائی گئی ہے جس میں فضل اور رحمت کے دروازے کھولنے کے لئے دعا مانگی گئی ہے تا کہ مسجدوں کے اندر بھی اور باہر بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں، رحمتوں اور برکتوں کا سایہ رہے۔ اور ہمارا کوئی فعل خدا تعالیٰ کی رضا کے خلاف نہ ہو۔ اپنے دنیاوی دھندوں میں بھی یا دنیاوی کاروبار بھی کوئی آدمی کر رہا ہوگا تو خدا تعالیٰ اس کے عافیت طلب کرنے کی وجہ سے اس پر رحمت برسا رہا ہوگا۔ اس کی نمازوں کی وجہ سے اس کی دعاؤں کی وجہ سے، اس پر رحمت برسا رہا ہوگا۔ اور یہ رحمت کے دروازے ہر وقت کھلے رہیں گے کیونکہ وہ دنیاوی کاموں میں بھی نیکی کو رائج کرنے والا ہوگا، نیک باتوں کو پھیلانے والا ہوگا اور اس کے لئے کوشش کر رہا ہوگا۔ تو یہی چیزیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کا باعث بنتی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارا رب ہر رات قریبی آسمان تک نزول فرماتا ہے۔ جب رات کا تیسرا حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کون ہے جو مجھے پکارے تو میں اس کو جواب دوں؟۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اس کو دوں؟، کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں اس کو بخش دوں۔ (ترمذی کتاب الدعوات ۔باب ما جاء فی عقد التسبیح باللہ)

یہ رمضان کے ساتھ کوئی شرط نہیں ہے یہاں تو رمضان کے علاوہ بات ہو رہی ہے کہ جب بھی کوئی بندہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اس کو بخشتا بھی ہوں، میں اس کو دیتا بھی ہوں، اس کی باتوں کا جواب بھی دیتا ہوں۔ تو یہ رمضان تو اللہ تعالیٰ نے ایک موقع دیا ہے عبادتوں کی عادت ڈالنے کا۔ اس لئے اب ہر احمدی کو یہ عادت مستقل ڈالنے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر ہمیشہ ہم پر پڑتی رہے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تکالیف کے وقت اس کی دعاؤں کو قبول کرے تو اسے چاہئے کہ فراخی اور آرام کے وقت بکثرت دعا کرے۔

(ترمذی کتاب الدعوات ۔باب دعوۃ المسلم مستجابة)

پس یہ جو مَیں نے کہا کہ مستقل مزاجی سے عام حالات میں بھی توجہ پیدا ہونی چاہئے یہ حدیث بھی ہمیں یہ بتا رہی ہے کہ صرف تکلیف اور ضرورت کے وقت ہی اللہ تعالیٰ کو نہیں پکارنا بلکہ مستقل اس کے آگے جھکے رہنا ہے۔ اس کو پکارتے رہو۔ اس کے احکامات پر عمل کرتے رہو تو اللہ تعالیٰ جو اپنے بندوں کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتا تمہاری اس حالت میں تمہیں دیکھ کے تمہاری تکلیف دور کرنے کے لئے تمہاری طرف دوڑتا ہوا آئے گا۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَیں بندے کے گمان کے مطابق سلوک کرتا ہوں۔ جس وقت بندہ مجھے یاد کرتا ہے مَیں اس وقت اس کے ساتھ ہوں۔ اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرے گا تو میں اس کو اپنے دل میں یاد کروں گا۔ اگر وہ میرا ذکر محفل میں کرے گا تو میں اس بندے کا ذکر اس سے بہتر محفل میں کروں گا۔ اگر وہ میری جانب ایک بالشت بھر آئے گا تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ جاؤں گا۔ اگر وہ میری طرف ایک ہاتھ آئے گا تو میں اس کی طرف دو ہاتھ جاؤں گا۔ اگر وہ میری طرف چل کر آئے گا تو میں اس کی طرف دوڑ کر جاؤں گا۔

(ترمذی کتاب الدعوات ۔باب فی حسن الظن باللہ عز وجل)

پس ہر احمدی کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اپنی زبانیں تر رکھیں اور یہ کوشش ہونی چاہئے کہ ہمارا ہر فعل اور ہر عمل اور اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھنے والا ہر قدم ایسا ہو جس سے اللہ تعالیٰ دوڑ کر ہمارے پاس آئے اور ہمیں اپنے پیار کی چادر میں لپیٹ لے۔

حضرت ابراہیم بن سعدؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذوالنون یعنی حضرت یونسؑ نے مچھلی کے پیٹ میں جو دعا کی وہ یہ ہے کہ ﴿لَآ اِلٰـہَ اِلَّـآ اَنْـتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ﴾ اس دعا کو جو بھی مسلمان کسی ابتلاء کے وقت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی دعا ضرور قبول فرمائے گا۔

(ترمذی کتاب الدعوات ۔باب ما جاء فی عقد التسبیح باللہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”اس سے ایک سبق ملتا ہے کہ تقدیر کو اللہ بدل دیتا ہے اور رونا دھونا اور صدقات (یہ جو حضرت یونسؑ کی قوم کا واقعہ ہوا تھا یہ اس بارے میں ہے) فردِ قرار دادِ جرم کو بھی ردّی کر دیتے ہیں“۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 155 جدید ایڈیشن) یعنی اگر کوئی فیصلہ ہو بھی گیا ہو تب بھی وہ بدلا جاتا ہے۔ پس صدقہ خیرات اور دعا بلاؤں کو دور کر دیتا ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا کہ: ”مَیں تمہیں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ جو لوگ قبل از نزول بلا دعا کرتے ہیں اور استغفار کرتے ہیں اور صدقات دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن پر رحم کرتا ہے اور عذاب الٰہی سے ان کو بچا لیتا ہے۔ میری ان باتوں کو قصہ کے طور پر نہ سنو۔ مَیں نُصْحًا لِلّٰہ کہتا ہوں اپنے حالات پر غور کرو اور آپ بھی اور اپنے دوستوں کو بھی دعا میں لگ جانے کے لئے کہو۔ استغفار، عذاب الٰہی اور مصائبِ شدیدہ کے لئے سِپر کا کام دیتا ہے۔ (یعنی ڈھال کا کام دیتا ہے)۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿مَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَہُمْ وَہُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ﴾۔ اس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ اس عذاب الٰہی سے تم محفوظ رہو تو استغفار کثرت سے پڑھو“۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 134 جدید ایڈیشن) اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ اللہ ایسا نہیں کہ انہیں عذاب دے جبکہ وہ بخشش طلب کر رہے ہیں۔

پھر ایک روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بڑا حیا والا ہے۔ بڑا کریم اور سخی ہے جب بندہ اس کے حضور دونوں ہاتھ بلند کرتا ہے۔ تو وہ ان کو خالی اور ناکام واپس کرنے سے شرماتا ہے۔

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

یعنی صدق دل سے مانگی گئی جو دعا ہے اس کو رد نہیں کرتا اس کو قبول کر لیتا ہے۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب ان الله حییی کریم)

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جو مانگیں صدق دل سے مانگنا چاہئے۔ گزشتہ گناہوں اور غلطیوں کی معافی مانگی جائے اور آئندہ کے لئے نیکیوں پر قائم رہنے کی توفیق اللہ تعالیٰ سے مانگی جائے۔ اور پھر اس کے لئے کوشش بھی کی جائے تو اللہ تعالیٰ مدد کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’جس طرح خدا تعالیٰ کی کتابوں میں نیک انسان اور بد انسان میں فرق کیا گیا ہے اور ان کے جدا جدا مقام ٹھہرائے ہیں اسی طرح خدا تعالیٰ کے قانون قدرت میں ان دو انسانوں میں بھی فرق ہے جن میں سے ایک خدا تعالیٰ کو چشمۂ فیض سمجھ کر بذریعہ حالی وقالی دعاؤں کے اس سے قوت اور امداد مانگتا اور دوسرا صرف اپنی تدبیر اور قوت پر بھروسہ کر کے دعا کو قابل مضحکہ سمجھتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ سے بے نیاز اور متکبرانہ حالت میں رہتا ہے۔ جو شخص مشکل اور مصیبت کے وقت خدا سے دعا کرتا اور اس سے حل مشکلات چاہتا ہے وہ بشرطیکہ دعا کو کمال تک پہنچاوے‘‘۔ یہاں شرط یہ لگائی کہ دعا کو کمال تک پہنچا دے۔’’ خدا تعالیٰ سے اطمینان اور حقیقی خوشحالی پاتا ہے۔ اور اگر بالفرض وہ مطلب اس کو نہ ملے تب بھی کسی اور قسم کی تسلی اور سکینت خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کو عنایت ہوتی ہے‘‘۔ اگر دعا قبول نہیں بھی ہوتی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکینت عطا ہو جاتی ہے۔ گو کام اس طرح نہیں ہوتا جس طرح اس کی خواہش ہو۔’’ اور وہ ہرگز ہرگز نامراد نہیں رہتا۔ اور علاوہ کامیابی کے ایمانی قوت اس کی ترقی پکڑتی ہے اور یقین بڑھتا ہے‘‘۔

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد نمبر 14 صفحہ 236-237)

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مجلس سے اٹھتے تو آپ دعا کرتے (یہ بڑی جامع دعا ہے) اے میرے اللہ! تو ہمیں اپنا خوف عطا کر، جسے تو ہمارے اور گناہوں کے درمیان روک بنا دے اور ہم سے تیری نافرمانی سرزد نہ ہو۔ اور ہمیں اطاعت کا وہ مقام عطا کر جس کی وجہ سے تو ہمیں جنت میں پہنچا دے اور اتنا یقین بخش جس سے دنیا کے مصائب تو ہم پر آسان کر دے۔ اے میرے اللہ! ہمیں اپنے کانوں، اپنی آنکھوں، اور اپنی طاقتوں سے زندگی بھر صحیح صحیح فائدہ اٹھانے کی توفیق دے اور ہمیں اس بھلائی کا وارث بنا۔ اور جو ہم پر ظلم کرے اس سے تو ہمارا انتقام لے۔ اور جو ہم سے دشمنی رکھتا ہے اس کے برخلاف ہماری مدد فرما۔ اور دین میں کسی بھی ابتلاء کے آنے سے بچا۔ اور ایسا کر کہ دنیا ہمارا سب سے بڑا غم اور فکر نہ ہو اور نہ ہی دنیا ہمارا مبلغ علم ہو۔ (یعنی ہمارے علم کی پہنچ صرف دنیا تک ہی نہ رہے) اور ایسے شخص کو ہم پر مسلط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کرے اور مہربانی سے پیش نہ آئے۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب فی جامع الدعوات)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’حصول فضل کا اقرب طریق دعا ہے۔ اور دعا کے کامل لوازمات یہ ہیں کہ اس میں رقت ہو، اضطراب ہو اور گزارش ہو۔ جو دعا عاجزی اضطراب اور شکستہ دلی سے بھری ہوئی ہو وہ خدا تعالیٰ کے فضل کو کھینچ لاتی ہے۔ اور قبول ہو کر اصل مقصد تک پہنچاتی ہے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ یہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور پھر اس کا علاج یہی ہے کہ دعا کرتا رہے، خواہ کیسی ہی بے دلی اور بے ذوقی ہو لیکن یہ سیر نہ ہو۔ تکلف اور تصنع سے کرتا ہی رہے۔ اصلی اور حقیقی دعا کے واسطے بھی دعا ہی کی ضرورت ہے۔ بہت سے لوگ دعا کرتے ہیں اور ان کا دل سیر ہو جاتا ہے۔ اور وہ کہہ اٹھتے ہیں کہ کچھ نہیں بنتا۔ مگر ہماری نصیحت یہ ہے کہ اس خاک پیزی میں ہی برکت ہے‘‘۔ یعنی خاک چھاننے میں برکت ہے۔ ایسی کوشش کرنے میں برکت ہے۔’’ کیونکہ آخر گوہر مقصود اسی سے نکل آتا ہے۔ اور ایک دن آجاتا ہے کہ جب اس کا وہ دل زبان کے ساتھ متفق ہو جاتا ہے۔ اور پھر خود ہی وہ عاجزی اور رقت جو دعا کے لوازمات ہیں، پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو رات کو اٹھتا ہے خواہ کتنی ہی عدم حضوری اور بے صبری ہو، لیکن اگر وہ اس حالت میں بھی دعا کرتا ہے کہ الٰہی دل تیرے ہی قبضہ اور تصرف میں ہے تو اس کو صاف کر دے اور عین قبض کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے بسط چاہے تو اس قبض میں سے بسط نکل آئے گی اور رقت پیدا ہو جائے گی‘‘۔ یعنی دل کی جو گھٹی ہوئی کیفیت ہے وہ کھل جائے گی اور دعا کرنے کی طرف توجہ پیدا ہو جائے گی۔ اور ’’یہی وہ وقت ہوتا ہے جو قبولیت کی گھڑی کہلاتا ہے۔ وہ دیکھے گا کہ اس وقت روح آستانہ الوہیت پر بہتی ہے۔ گویا ایک قطرہ ہے جو اوپر سے نیچے کی طرف گرتا ہے‘‘۔

(الحکم جلد نمبر 7 نمبر 31 مورخہ 24؍ اگست 1903ء صفحہ3)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’وہ دعا جو معرفت کے بعد اور فضل کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے وہ اور رنگ اور کیفیت رکھتی ہے۔ وہ فنا کرنے والی چیز ہے۔ وہ گداز کرنے والی آگ ہے۔ وہ رحمت کو کھینچنے والی ایک مقناطیسی کشش ہے۔ وہ موت ہے پر آخر کو زندہ کرتی ہے۔ وہ ایک تُند سیل ہے پر آخر کو کشتی بن جاتی ہے‘‘۔ (یعنی پانی کا طوفان ہے جو کشتی بن جاتا ہے جو بچانے والی ہے)۔’’ ہر ایک بگڑی ہوئی بات اس سے بن جاتی ہے۔ اور ہر ایک زہر آخر اس سے تریاق ہو جاتا ہے۔ مبارک وہ قیدی جو دعا کرتے ہیں تھکتے نہیں۔ کیونکہ ایک دن رہائی پائیں گے۔ مبارک وہ اندھے جو دعاؤں میں سست نہیں ہوتے کیونکہ ایک دن دیکھنے لگیں گے۔ مبارک وہ جو قبروں میں پڑے ہوئے دعاؤں کے ساتھ خدا کی مدد چاہتے ہیں کیونکہ ایک دن قبروں سے باہر نکالے جائیں گے۔ مبارک تم جبکہ دعا کرنے میں کبھی ماندہ نہیں ہوتے اور تمہاری روح دعا کے لئے پگھلتی اور تمہاری آنکھ آنسو بہاتی اور تمہارے سینے میں ایک آگ پیدا کر دیتی ہے اور تمہیں تنہائی کا ذوق اٹھانے کے لئے اندھیری کوٹھڑیوں اور سنسان جنگلوں میں لے جاتی ہے۔ اور تمہیں بے تاب اور دیوانہ اور از خود رفتہ بنا دیتی ہے۔ کیونکہ آخر تم پر فضل کیا جاوے گا۔ وہ خدا جس کی طرف ہم بلاتے ہیں نہایت کریم و رحیم، حیا والا، صادق وفادار، عاجزوں پر رحم کرنے والا ہے۔ پس تم بھی وفادار بن جاؤ اور پورے صدق اور وفا سے دعا کرو کہ وہ تم پر رحم فرمائے گا۔ دنیا کے شور و غوغا سے الگ ہو جاؤ اور نفسانی جھگڑوں کا دین کو رنگ مت دو۔ خدا کے لئے ہار اختیار کر لو۔ اور شکست کو قبول کر لو تا بڑی بڑی فتحوں کے تم وارث بن جاؤ‘‘۔ چھوٹی چھوٹی دنیاوی باتوں اور جھگڑوں سے بچو جو روزمرہ ہر ایک کے ساتھ لگے ہوتے ہیں۔’’ دعا کرنے والوں کو خدا معجزہ دکھائے گا۔ اور مانگنے والوں کو ایک خارق عادت نعمت دی جائے گی۔ دعا خدا سے آتی ہے اور خدا کی طرف ہی جاتی ہے۔ دعا سے خدا ایسا نزدیک ہو جاتا ہے جیسا کہ تمہاری جان تم سے نزدیک ہے۔ دعا کی پہلی نعمت یہ ہے کہ انسان میں پاک تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ پھر اس تبدیلی سے خدا بھی اپنی صفات میں تبدیلی کرتا ہے۔ اور اس کے صفات غیر متبدل ہیں مگر تبدیلی یافتہ کے لئے اس کی ایک الگ تجلی ہے جس کو دنیا نہیں جانتی۔ گویا وہ اَور خدا ہے حالانکہ اور کوئی خدا نہیں۔ مگر نئی تجلی نئے رنگ میں اس کو ظاہر کرتی ہے۔ تب اس خاص تجلی کے شان میں اس تبدیل یافتہ کے لئے وہ کام کرتا ہے جو دوسروں کے لئے نہیں کرتا یہی وہ خوارق ہے‘‘۔

تو جب تبدیلی پیدا کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ بھی اپنی نئی شان دکھاتا ہے۔ فرمایا خدا تو وہی ہے جو پہلے خدا ہے۔ خدا اب نہیں بدلا بلکہ تم لوگوں کی تبدیلی کی وجہ سے تمہارے ساتھ اس کا سلوک بدل گیا ہے۔

فرمایا: ’’غرض دعا وہ اکسیر ہے جو ایک مشت خاک کو کیمیا کر دیتی ہے۔ اور وہ ایک پانی ہے جو اندرونی غلاظتوں کو دھو دیتا ہے۔ اس دعا کے ساتھ روح پگھلتی ہے اور پانی کی طرح بہہ کر آستانہ حضرت احدیت پر گرتی ہے۔ وہ خدا کے حضور میں کھڑی بھی ہوتی ہے اور رکوع بھی کرتی ہے اور سجدہ بھی کرتی ہے اور اسی کی ظل وہ نماز ہے جو اسلام نے سکھائی ہے‘‘۔

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ222-228)

تو آخر میں نتیجہ یہ نکالا کہ یہ تمام دعائیں جو ہیں یہ اسی وقت دعاؤں کا رنگ رکھیں گی جب تم نمازوں کی پابندی بھی کرو گے کیونکہ نماز میں یہ ساری باتیں آجاتی ہیں۔

اللہ کرے کہ ہمیں وہ عرفان حاصل ہو جو کہ خدا کے قریب تر کرنے والا ہو۔ اور ہماری دعاؤں میں وہ کیفیت پیدا ہو جس سے ہماری روح پگھل کر اللہ تعالیٰ کے آستانہ پر بہہ جائے اور بہتی رہے۔ ہم نمازوں میں باقاعدگی اختیار کرنے والے ہوں اور ہماری مسجدیں ہمیشہ نمازیوں سے بھری رہیں جس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان دنوں میں بھری ہوئی ہیں تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے پیار کو ہمیشہ جذب کرتے چلے جائیں۔

اب کچھ میں اس بارے میں بتانا چاہتا ہوں جو میں نے گزشتہ جمعہ کو تحریک کی تھی یعنی یہاں کی

M. S. DOUBLE GLAZINGLTD
Supplier & Installers
UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries
For Friendly Quote Please Contact : Muhammad Sajid Qamar
Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

مساجد کے بارے میں۔ ہارٹلے پول اور بریڈفورڈ کی مساجد کے لئے یو۔کے کی ذیلی تنظیموں کو توجہ دلائی تھی۔ الحمدللہ کہ انصاراللہ نے سب سے پہلے اطلاع دی کہ انہوں نے اتنے وعدے اکٹھے کر لئے ہیں اور آخری رپورٹ جو انہوں نے کل بھجوائی ہے اس کے مطابق تقریباً تین لاکھ پونڈ کے ان کے وعدے ہیں۔ اور سب سے پہلے مجلس انصاراللہ کی طرف سے وعدے اور وصولیوں کی رپورٹ بھی آئی ہے۔ انہوں نے کچھ وصولیاں بھی کی ہیں اور وہ بھی اچھی تعداد میں ہیں۔ ماشاءاللہ۔ الحمدللہ۔ انصار نے یہ ثابت کر دیا ہے (باقی تنظیموں کو میں کہہ رہا ہوں) کہ انہیں بوڑھا نہ سمجھیں، وہ جوانوں کے جوان ہیں۔ اور میرا خیال تھا کہ جمعہ پر توجہ دلاؤں گا کیونکہ کل تک باقی تنظیموں کی طرف سے رپورٹ نہیں تھی تو کل خدام الاحمدیہ کی طرف سے بھی رپورٹ ملی ہے۔ انہوں نے بھی 5 لاکھ کا وعدہ کیا ہے۔ لیکن جس تفصیل سے انصاراللہ نے وعدے لینے کی کوشش کی ہے اس طرح نہیں بلکہ انہوں نے شاید اپنے لئے ایک ٹارگٹ مقرر کر لیا ہے اور وہ کہتے ہیں اتنی ہم وصولی کریں گے انشاءاللہ۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزا دے۔

لیکن لجنہ کی طرف سے ابھی تک کوئی اطلاع نہیں آئی حالانکہ ہمیشہ یہ طریق رہا ہے کہ لجنہ تو چھلانگ مار کر آگے آنے والی ہیں۔ مجھے جو انفرادی طور پر، یہاں سے جب میں دفتر گیا ہوں تو وہاں، جو وعدے ملے وہ سب سے پہلے خواتین کے وعدے ہی تھے اور عورتیں اپنے زیور بھی آ کر انفرادی طور پر پیش کر رہی ہیں۔ لیکن بحیثیت تنظیم، لجنہ کی طرف سے ابھی تک کوئی وعدہ نہیں آیا اس لئے وہ بھی آگے بڑھیں، چھلانگ لگائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے لجنہ کبھی بھی مالی قربانیوں میں پیچھے نہیں رہی۔ اور مجھے امید ہے کہ اب بھی نہیں رہے گی۔ لگتا یہ ہے کہ زیادہ تفصیلی رپورٹ بنانے کی کوشش میں پڑی ہوئی ہیں۔ ابتدائی اطلاع کم ازکم ان کو کرنی چاہئے تھی جو انہوں نے ابھی تک نہیں کی۔ میں نے پچھلی دفعہ بھی بتایا تھا کہ مسجد فضل بھی ہندوستان کی غریب خواتین کے چندے سے ہی بنی تھی تو اب تو آپ بہت بہتر پوزیشن میں ہیں۔ میرا تو خیال یہ ہے کہ یہاں یو۔کے۔ کی لجنہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس پوزیشن میں ہے کہ وہ کسی بھی ایک اچھی مسجد کا خرچ خود بھی برداشت کر سکتی ہے۔ اللہ ان کو توفیق دے۔ لیکن یہ جو اتنی ساری رقمیں آ رہی ہیں۔ اس کو سن کر خاص طور پر مَیں بریڈفورڈ والوں کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ اب یہ نہ سمجھ لیں کہ ہمیں کافی مدد مل گئی ہے اس لئے ریلیکس (Relax) ہو جائیں اور خود جو جماعت، ریجن یا شہر نے اپنی جو کوشش کرنی تھی جو انہوں نے اصول مقرر کیا تھا اس کے مطابق وہ کوشش بہرحال جاری رہنی چاہئے۔ اگر زائد رقم ہو بھی جاتی ہے تو آئندہ انشاءاللہ کسی اور مسجد کے کام آ جائے گی۔ مسجدیں تو اب انشااللہ تعالیٰ بنانی ہیں۔ ایک دفعہ مسجدیں بنانے کا کام شروع کیا ہے تو انشاءاللہ تعالیٰ یہ جاری رہے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہر شہر میں یہاں ہم مسجد بنا دیں۔ اور ایک اچھی مسجد بنا دیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ یہ اظہار فرمایا تھا کہ اگر یورپ میں ہماری اڑھائی ہزار مسجدیں ہوں تو ہماری ترقی کی رفتار کئی گنا ہو سکتی ہے۔ تو اللہ کرے کہ جماعت کو جلد ایسی توفیق ملے کہ ہم اس تعداد میں مسجدیں یہاں بنائیں۔ رمضان میں ان سب لوگوں کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں جنہوں نے مساجد کے لئے قربانیاں کیں اور کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی توفیقوں کو بڑھاتا چلا جائے۔

❁❁❁❁ ❁❁❁ ❁❁❁❁

بقیہ: روزہ دار اور نسوار۔ از صفحہ نمبر

مصطگی چبا کر تھوک دے۔ پھر اپنا لعاب دہن نگلے تو اس سے احتیاط لازم ہے۔ اور ایسا نہ کیا جائے۔ (یہ قول مشکوٰۃ میں موجود ہے)

بیشک نسوار عام لوگوں کے لئے تو ماکولات میں سے نہیں ہے لیکن ایک عادی کے لئے تو وہ ماکولات میں سے ہے۔ مٹی کوئی نہیں کھاتا لیکن بعض عورتیں اسے شوق سے کھا لیتی ہیں۔ تو کیا مٹی کھانے سے روزہ نہ ٹوٹے گا؟

سوال: اگر یہ وجہ بتائی جائے کہ نسوار کا اثر وجود پر پڑتا ہے تو کیا اگر روزہ دار صرف پانی کی کُلّی کرتا رہے اور اس سے پیاس بجھائے تو پھر پانی بھی منہ میں نہیں ڈالنا چاہئے۔

جواب: پانی کی کُلّی کا تو روزہ دار کو خدا کی طرف سے حکم ملا ہے۔ کیونکہ روزہ بغیر نماز کے ہیچ ہے۔ اور نماز بغیر وضو کے نہیں ہو سکتی۔ پس کُلّی تو حکماً کی جاتی ہے۔ اس لئے معلوم ہوا کہ وضو والی کُلّی کی اجازت ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اور اگر وضو والی کُلّی ناقض روزہ نہیں تو ویسی ہی کُلّی جس وقت بھی کر لی جائے اس کا کچھ حرج نہ ہوگا۔ بلکہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ غُسل کرتے وقت انسان کی جلد بھی کچھ پانی جذب کر لیتی ہے۔ مگر شرع نے چونکہ اس مجبوری کو جائز رکھا ہے اس لئے اس کا حرج نہیں ہے۔ نیز واضح ہو کہ کُلّی کے بعد جو ایک آدھ قطرہ پانی کا لعاب دہن کے ساتھ اندر چلا جاتا ہے اس سے روزہ دار کو کوئی خاص قوت نہیں ملتی۔ صرف منہ کی خشکی دور ہو جاتی ہے۔ لیکن ایک چٹکی نسوار منہ میں ڈالنے سے تو روزہ دار کی پشت دو تین گھنٹہ تک مضبوط رہتی ہے۔

آپ تو کُلّی کے متعلق اعتراض کرتے ہیں۔ شارع اسلام نے تو صرف پانی ہی نہیں بلکہ ہانڈی کا نمک چکھنے تک کی بھی بعض صورتوں میں اجازت دی ہے۔ چنانچہ ایک مشہور مسئلہ ہے کہ اگر خاوند کی بدمزاجی کا خوف ہو تو بیوی ہانڈی کا نمک چکھ کر اسی وقت تھوک دے۔ اس فعل سے اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا۔

اب ایک لطیفہ سنئے۔ ایک باورچی تھا اور باورچیوں کو اکثر دھوئیں میں بیٹھنا پڑتا ہے اور چولہے کا دھواں ان کے سانس کے ساتھ اندر جاتا ہے۔ وہ حقہ بھی پیا کرتا تھا۔ اور روزہ میں اسی عذر سے حقہ نہیں چھوڑتا تھا کہ جب چولہے کے دھوئیں سے میرا روزہ نہیں ٹوٹتا تو حقہ کی دھوئیں سے کیونکر ٹوٹ جائے گا۔ شاید اسی طرح نسوار والے جواز کی دلیل یہ دیتے ہوں گے کہ جب کُلّی کی تری سے روزہ نہیں ٹوٹتا تو نسوار بھی اگر اس تری کے ساتھ مل کر اندر چلی گئی تو کیا حرج ہوا۔ حالانکہ کُلّی ضروری ہے اور اس کا اثر نہایت ہی خفیف ہے اور اس کی اجازت شرعاً حاصل ہے۔ پانی کے اس استعمال سے ہم کو چارہ نہیں۔ کیونکہ کُلّی وضو کے ارکان میں سے ہے اور منہ کی بُو اور اس کی گندگی کو رفع کرنے والی ہے۔ ہاں جا و بے جا اور ہر وقت کُلّیاں کرتے رہنے کو بھی فقہا نے مکروہ سمجھا ہے کیونکہ ڈر ہے کہ کسی وقت بے اختیار زیادہ مقدار پانی کی گلے کے نیچے نہ اتر جائے۔

دوسرا لطیفہ مجھے یہ یاد آیا کہ 1928ء میں بمقام سونی پت ایک دینیات کے مدرسہ کے ہیڈ مولوی میرے پاس رمضان شریف میں اپنے لئے دوا لینے آئے۔ جب میں نسخہ لکھ رہا تھا تو مَیں نے دیکھا کہ وہ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد نسوار اپنے مسوڑھوں پر ملتے تھے۔ (وہ کوہاٹ کے تھے) نسخہ بنوا کر انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا ایک خوراک روزہ کھول کر اور دوسری سحری کے وقت پی لیا کروں۔ مَیں نے حیران ہو کر کہا کہ آپ کا تو روزہ نہیں ہے پھر ابھی پینے میں کیا مضائقہ ہے؟ فرمانے لگے ہم تو روزہ سے ہیں۔ مَیں نے کہا آپ بار بار نسوار منہ میں ڈال رہے تھے۔ کہنے لگے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ مَیں نسوار کھاتا تو نہیں ہوں، مسوڑھوں پر لگا کر فوراً تھوک دیتا ہوں۔ اس طرح سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ مَیں ان کے علم وفضل اور ان کے اس عمل اور توجیہہ کو دیکھ کر اور سُن کر حیران ہی رہ گیا۔ اسی وجہ سے مَیں نے اندازہ کیا ہے کہ مجھ سے سوال کرنے والے کا علاقہ بھی غالباً سرحد کا ہے۔

یہاں تک مَیں نے صرف ان اشیاء کا بیان کیا ہے جو منہ کے لعاب میں تحلیل ہو کر اور منہ سے براہ راست جذب ہو کر انسان کے جسم میں داخل ہو جاتی ہیں اور روزہ دار پر وہی اثر کرتی ہیں گویا اس نے اس چیز کو کھایا۔ مثلاً بعض غذائیں یا تمباکو یا وہ دوائیں جو لعاب دہن میں گھل کر حل ہو جاتی ہیں اور انہیں سے روزہ ٹوٹتا ہے۔ لیکن وہ اشیاء جو پانی یا لعاب دہن میں گھُل ہی نہیں سکتیں اور تحلیل نہیں ہوتیں وہ اگر منہ میں ڈال لی جائیں تو اُن سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ مثلاً کوئی شخص شیشہ کی گولی یا پتھر کا ٹکڑا سارے دن بھی منہ میں رکھے تو چونکہ ان کا کوئی حصہ انسان کے اندر تھُوک میں حل ہو کر بدن میں جذب نہیں ہو سکتا اس لئے وہ روزہ کو خراب نہیں کرتیں۔ اسی وجہ سے ایسے منجن جن کا کام صرف دانتوں کو صاف کرنا ہوتا ہے۔ اور جن کی اصلیت چاک یا کوئلہ وغیرہ اشیاء ہوتی ہیں ان کو منہ میں رگڑنے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا بشرطیکہ وہ نگل نہ لی جائیں۔ ہاں اگر منجن میں کوئی اس قسم کی دوا شامل ہوگی جو جذب ہو کر اپنا اثر پیدا کرے گی تو اس پر وہی حکم صادر ہوگا جو نسوار کا ہے۔ روزہ میں آنحضرت ﷺ سے مسواک بھی ثابت ہے اس لئے سادہ مسواک بھی روزہ شکن نہیں ہے۔ ہاں اگر ہم گنّے کی مسواک کرنے لگیں تو وہ ناجائز ہوگی کیونکہ اس کی مٹھاس بڑی آسانی سے منہ میں جذب ہو کر غذا کا کام دے سکتی ہے۔ خواہ نگلی نہ بھی جائے۔ اس لئے صرف ایسی چیزیں جو لعابِ دہن میں گھُل جائیں وہ روزہ فاسد کرتی ہیں۔ مگر جو نہ گھُلیں اور نہ جذب ہونے والی ہوں وہ روزہ کو فاسد نہیں کرتیں۔

یہ تمام باتیں مَیں نے عقلیہ طور پر لکھی ہیں کیونکہ آپ نے مولویانہ بحث اور کتابوں کی سند قبول کرنے سے انکار فرما دیا تھا۔

(مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ جلد دوم صفحہ 236-241)

❁❁❁❁❁

پنجاب شاپ

ہر قسم کے مصالحہ جات، مٹھائیاں، آٹا، چاول،
تازہ سبزیاں اور گھریلو سامان بارعایت خریدیں
ہر قسم کی تقریبات کے لئے پاکستانی کھانوں کا بہترین انتظام
بیت الرشید کے بالکل نزدیک

PUNJAB SHOP
Kieler Str. 641
22527 Hamburg - Germany

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے
Nayaab Travel Fernreisen
احمدی احباب کے لئے ڈسلڈورف میں دنیا بھر کے خوشگوار سفر اور کم قیمت ٹکٹوں کے لئے ایک ہی نام۔ نایاب ٹریول۔
مزید معلومات اور فوری بکنگ کے لئے بی۔ بیگ سے رابطہ کریں
Tel: 00 49 - 211 - 2205611 Fax: 00 49 - 211 - 220 5613
e-mail: nayaab@web.de
Pionier Str. 15 40215 - Dusseldorf (Germany)

بقیہ:درس سورۃ الفاتحہ از صفحہ نمبر 4

شریعت کے نازل کرنے سے کیا گیا۔اسی لئے جب قرآن کریم آدم کی پیدائش کا ذکر کرتا ہے تو کہتا ہے ﴿فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ﴾(الحجر:30)۔جب میں نے انسان کی پیدائش مکمل کی اور اسے صحیح نظام میں پرو دیا۔سَوَّیْتُهٗ کے معنی ہیں کسی چیز کو صحیح نظام میں رکھ دینا۔ٹھیک ٹھاک حالت میں تکمیل کر دینا۔اس کے باوجود ایسا انسان اس قابل نہیں کہ اس کی اطاعت کی جائے۔انتظار کرو جب تک میں اس میں روح نہ پھونکوں۔﴿فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ﴾ یہ رحمانیت اس وجود میں روح پھونکتی ہے۔اب رحیمیت اور رحمانیت شعوری روح کا پھونکنا ہے اس انسان میں جو دوسرے جہان میں پرواز کے لئے تیار تھا۔اس لئے اس پرواز کے لئے دوسری کائنات پیدا کی جانی تھی۔یہ دوسرا جہان شریعت کا جہان ہے۔یعنی وہ قانون جسے اللہ نے اپنی رحمانیت اور رحیمیت کے ذریعہ ظاہر کیا۔یہاں پھر رحمانیت اور رحیمیت اس نئے جہان کے لئے سب سے زیادہ موزوں الفاظ ہیں اس لئے کہ اگر آپ کی راہنمائی اللہ کی طرف ہو رہی ہے تو وہ کس قسم کی ذات ہے؟ آپ کو ضرور اس کا علم ہونا چاہئے۔اس کا سب سے حسین تعارف کروایا جانا چاہئے تا کہ آپ کو اس کی طرف کشش پیدا ہو۔لفظ رحمان سے بہتر کوئی تعارف نہیں ہوسکتا۔وہ رحمٰن ہے اور آپ اس پر کامل اعتماد کر سکتے ہیں۔تمہاری ایسی ضرورتیں جن کا تمہیں بھی علم نہیں ان سے تمہارا رحمٰن خدا واقف ہے اور نہ صرف یہ کہ اسے ان کا علم ہے بلکہ وہ ضرورتیں تمہارے لئے مہیا کرتا ہے بغیر تمہارے مانگنے کے۔جس کا مطلب ہے کہ شریعت،کمانے سے حاصل نہیں ہوتی۔اسی لئے علماء کہتے ہیں کہ یہ کسبی نہیں۔دو الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں وہبی اور کسبی۔کسبی وہ چیز ہے جو آپ کماتے ہیں اور وہبی وہ چیز ہے جو عطا ہوتی ہے۔پس رحمان نے سب سے پہلے تمہیں کائنات عطا کی بغیر تمہارے مانگے۔

پس شریعت کی کائنات یعنی خدا کا قانون اور ضابطۂ حیات جو بالآخر کامرانی کے ساتھ تمہیں اپنے ربّ سے ملائے گا وہ بھی تمہیں کو عطا کیا گیا بغیر تمہارے مانگنے کے۔اس لئے کہ اللہ رحمان ہے اور وہ تمہیں ہر چیز مہیا کرتا ہے جس کی تمہیں ضرورت ہے۔اس کے لئے تمہیں کسی دوسرے کی طرف رہنمائی کے لئے نہ دیکھنا پڑے گا۔جب خدا نے تم سے کلام کر لیا جس کا مطلب ہے کہ ہر ایک شریعت جو انسان کی طرف اس کے ارتقاء کی مختلف منازل پر وحی کی گئی وہ اس کی اس وقت تک کی ضرورتوں کے لئے کافی تھی ورنہ وہ رحمٰن نہ تھا جس نے وہ شریعت نازل کی۔

یہ بات ہمارے سامنے مختلف مذاہب کے مطالعہ کے لئے ایک نیا زاویہ پیش کرتی ہے۔آپ متکبرانہ طور سے یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ آپ کا مذہب کامل ہے اور اس میں کوئی نقص نہیں اور وہ مذاہب جو پہلے نازل کئے گئے تھے وہ نامکمل اور ناقص تھے۔باہم گفت وشنید کے لئے یہ بالکل غلط طریق ہے۔ان معنوں میں کہ جب وہ مذہب اس انسان پر نازل کیا گیا جو ترقی کے لئے ایک مخصوص مقام تک پہنچا تھا اس کی ضروریات کے لئے وہ مذہب کامل تھا کیونکہ خدا نامکمل چیز نہیں دے سکتا اس لئے کہ وہ کامل ہے۔اللہ تعالیٰ مطلق طور پر کامل ہے لیکن جب وہ اپنی مخلوق سے تعلق قائم کرتا ہے تو وہ اضافی اصطلاح میں بھی کامل ہے۔ان معنوں میں کہ اُس مخلوق کو وہ کامل دکھائی دیتا ہے،ان کے ادراک کے مطابق۔یہ بیان سمجھنا قدرے مشکل ہوگا اگر میں اسے مزید واضح نہ کروں آیئے ایسا دور قیاس میں لائیں جس میں آدم پیدا ہوا تھا۔یعنی سب سے پہلا نبی۔وہ نبی ایک خاص ماحول رکھتا تھا انکا علم محدود تھا،انکی ضروریات محدود تھیں،ان کا رہن سہن کا طریق ابتدائی اور سادہ تھا،انہیں جدید سہولتیں میسر نہ تھیں جن کا ہمیں آجکل علم ہے۔ہر ایک شعبہ میں وہ سادہ انسان تھے۔یعنی پہلا آدم جو نبی تھا اس کے زمانے میں سادہ انسان تھے۔لیکن اللہ تعالیٰ بہرحال کامل ہے مگر وہ آدم اللہ کو کامل طور پر نہ سمجھ سکتا تھا۔ہاں جس قدر قابلیتیں اس میں پائی جاتی تھیں وہ اپنے خدا کو کامل طور سے سمجھ سکتا تھا یعنی اپنے محدود نقطۂ نظر سے۔مثال کے طور پر آپ ایک برتن لیں مثلاً ایک گلاس۔جب آپ اس گلاس کو لبالب بھر دیتے ہیں تو وہ کامل طور سے بھر جاتا ہے۔اگر آپ نے وہ گلاس سمندر کے پانی سے بھرا ہے تو سمندر کا کمال گلاس سے کمال سے مختلف ہے لیکن جب سمندر نے گلاس کو بھر دیا تو دونوں کامل طور سے بھرے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے سے مطمئن۔جہانتک گلاس کا تعلق ہے وہ سمندر کے کمال کو جانتا ہے کیونکہ وہ اس سے بغیر اپنی پیاس بجھائے نہیں نکلا۔جو کچھ اس نے منگا سمندر نے اس کی ضرورت پوری کر دی۔ان معنوں میں ہر مذہب کامل تھا اور انہی معنوں میں اسلام کامل ہے۔جو کچھ انسان لے سکتا تھا،اپنے انتہائی مقام کے پیش نظر وہ اسے وحی کر دیا گیا۔جس کا مطلب ہے اسلام کامل ہے آنحضرت ﷺ کی ترقی اور تکمیل کے لحاظ سے کیونکہ آپ ایک اعلیٰ ترین منزل اور اعلیٰ ترین درجے اور کمال تک پہنچے۔اس کی مناسبت سے اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ ایک کامل مذہب وحی کیا۔لیکن یہ اللہ کی مناسبت سے نہ تھا کیونکہ جب آپ اللہ تعالیٰ کے لئے کمال کا لفظ استعمال کریں گے تو اللہ تعالیٰ کا کمال مطلق ہے اور لامحدود ہے۔تو کس طرح ایک لامحدود وجود ایک محدود وجود پر آشکارا ہوسکتا ہے۔پس جب ہم انسان کا ذکر کرتے ہیں یا مخلوق کا ذکر کرتے ہیں تو ہر چیز اضافی ہے۔لیکن جب ہم خالق کی بات کرتے ہیں تو ہر چیز مطلق ہو جاتی ہے۔اسی لئے میں نے شروع میں کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا علم مطلق صفت رکھتا ہے جس میں یکتائی پائی جاتی ہے اور یہ یکتائی اور انفرادیت سوائے خدا کے کسی چیز میں نہیں پائی جاتی۔اب ہم رحمٰن کو اپنی ذہنی صلاحیت کے مطابق پوری طرح سمجھے ہیں۔رحمان اللہ تعالیٰ کی وہ صفت ہے جس نے نہ صرف کائنات کو پیدا کیا بلکہ اس نے ایک دوسری کائنات بھی پیدا کی یعنی کلام الٰہی کی کائنات جو انسان کی مزید ترقی کے لئے پیدا کی گئی ہے۔انسان کو مزید اعلیٰ اوصاف تک پہنچانے کے لئے اور اس کی آخرت کی طرف رہنمائی کرنے کے لئے بھی۔

اب عَالَمِیْن ایک نئی صورت اور نئی شکل پکڑنے لگا ہے۔ایک عَالَمْ شریعت کا چاہئے اور ایک عَالَمْ حیات مابعد الموت کا۔کیونکہ اگر حیات مابعد الموت کا عالم نہیں تو ہمیں لامحدود ترقی کی طرف لے جانے کا کیا معنے ہوئے؟ اگر ہم نے اپنے آخری سانس کے ساتھ یہیں مرنا ہے تو ہمیں لامحدود ترقی کے لئے ہدایت دینے کی کیا ضرورت تھی۔اگر آج نہیں تو کل،اس لمحہ نہیں تو کسی دوسرے لمحے ہم ضرور مریں گے تو ساری ترقی دفعتاً ختم ہو جائے گی تو اس کے کچھ معنے نہیں۔شریعت اور ہدایت،بے شمار قانون اور ضابطۂ حیات اور زندگی کا آخری مقصد یہ سب کچھ بے معنے ہو جائے گا۔

پس یہ عَالَمْ اور ایک اور عَالَمْ کو پیدا کرتا ہے۔اگر عَالَمْ شریعت رحمٰن خدا نے پیدا کرنا تھا تو اسے ایک اور عَالَمْ بھی پیدا کرنا تھا یعنی حیات مابعد الموت کا عالم جہاں ہم اچھے یا بُرے حال میں داخل ہونگے۔یہ اچھا یا بُرا حال لفظ رَحِیْم واضح کرتا ہے۔رَحِیْم کے معنے ہیں کہ آپ اپنی تمام ذہنی اور روحانی طاقتیں اپنی قابلیتوں کو بڑھانے میں لگائیں جو خدا تعالیٰ نے آپ کو عطا کی ہیں۔آپ کے پیدا کرنے والے رحمٰن خدا نے تم کو سب کچھ ودیعت کیا ہے تا تم مزید ترقی کرو۔لیکن اگر تم پوری توجہ نہ دو گے ان قابلیتوں کی طرف جو تمہیں ودیعت کی گئی ہیں تو آگے ترقی نہ کرسکو گے۔اور تم بہت سی بھلائیوں سے محروم رہو گے۔یہ رحیمیت کا ظہور ہے جو رحمانیت کے ظہور کے بعد آشکارا ہوتی ہے اور تم اس سے پہلے آگاہ ہو کیونکہ اس جہان میں بالکل اسی طرح ہو رہا ہے۔مثلاً اگر آپ ایک طالب علم کو ہر چیز مہیا کر دیں جس کی اسے مطالعہ کے لئے ضرورت ہے مثلاً کتابیں،فرصت اور ذہنی سکون لیکن اگر پھر بھی وہ مطالعہ نہ کرے تو وہ کیا حاصل کرے گا۔وہ اسی مقام پر کھڑا رہ جائے گا۔لیکن ایک دوسرا طالب علم جو دماغ لڑاتا ہے اور جو کچھ اسے مہیا کیا گیا ہے اس سے بھرپور فائدہ اٹھاتا ہے تو قدرتی طور سے وہ ترقی کرے گا۔یہی صورت حال ہے جس میں انسان اپنے آپ کو شریعت کے تعلق میں پاتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے شریعت نازل کی اور ترقی یافتہ انسان کے اندر دونوں قابلیتیں رکھیں یعنی صاف ضمیر اور شفاف شعور عنایت کیا۔یہ دو مختلف چیزیں ہیں۔ضمیر کی ضرورت یہ فیصلہ کرنے کے لئے ہے کہ آپ سیدھے راستہ پر چل رہے ہیں یا غلط راستے پر۔آپ غلطیاں کر رہے ہیں یا نہیں۔اور شعور کی ضرورت ہے تا کہ آپ وہ چیزیں تصور میں لاسکیں جن کا اب تک آپ کو علم نہیں۔

پس شریعت کے بعد رحیمیت لامحدود ترقی کی طرف آپ کی رہنمائی کرے گی۔کیونکہ جب آپ قرآن کریم کا قانون یا تورات کا قانون جانتے ہیں یا ان شریعتوں کا قانون جانتے ہیں جو ان سے پہلے نازل ہوئیں تو آپ فوراً اخلاقی اور روحانی ترقی کرنا شروع کر دیتے ہیں اور جب یہ ترقیات کرتے ہیں تو آپ دوسرے جہان کے لئے زیادہ موزوں وجود بن جاتے ہیں۔وہاں آپ کو خوش باش پائیں گے کیونکہ آپ نے اگلے جہان کے مناسب حال نشوونما پائی ہو گی۔اگر آپ شریعت کی طرف توجہ نہ کریں گے تو آپ ترقی نہ کرسکیں گے اور دراصل ترقی سے محرومی ہی دوزخ ہے۔ترقی سے محرومی ہی سزا ہے۔

آیئے اب ہم اس جہان پر نظر ڈالیں جو ہمارے سامنے شریعت کی کائنات نے کھولا ہے۔یہ جہان ہمارے لئے پھر سے رحم کی طرح ہے۔جب رحم میں جنین بنتا ہے تو اس میں نئی استعدادیں پیدا ہوتی ہیں۔دیکھنے کی استعداد،سننے کی استعداد،فیصلہ کرنے کی استعداد،گرمی اور سردی کے احساس کی استعداد،مزہ چکھنے کی استعداد،سونگھنے کی استعداد۔غرض بہت سے استعدادیں اس جنین میں پیدا کر دی جاتی ہیں۔ابتدائی حالت بغیر شعور کے اندھی حالت ہوتی ہے بعد میں شعور بھی جنین کی حالت میں پیدا ہوتا ہے اور ضمیر بھی جنین کی حالت میں پیدا ہوتا ہے۔اگر ان دونوں میں سے کسی شعبہ میں نشوونما پانے سے محروم رہے تو ایک کریہہ المنظر بچہ پیدا ہوتا ہے۔مثلاً بغیر آنکھوں کے کیونکہ اس کی نشوونما آنکھوں کی سمت میں فیل ہوگئی۔یا بغیر قوت شنوائی کے یا بغیر حرکت دینے والے اعصاب کے یا بغیر حواس کے۔پس یہ وہ شعبے ہیں جن میں وہ فیل ہو جاتا ہے۔اگلے جہاں میں وہ اس طرح تکلیف اٹھائے گا۔یہ بعینہٖ جنّت اور دوزخ کی فلاسفی ہے جو ہمیں قرآن کریم نے بتائی ہے۔

رحمانیت اور رحیمیت کے ذریعہ آپ اپنے کمال کو پہنچ سکتے ہیں۔اور اس نظام کے ذریعہ آپ اگلے جہان کے لئے جنّت بنا رہے ہونگے۔لیکن اگر آپ رحمانیت اور رحیمیت کو نظر انداز کریں گے تو جس حد تک آپ نظر انداز کریں گے اسی حد تک اگلے جہان میں اپنے لئے مصیبت پیدا کر رہے ہونگے۔

اور آپ جانتے ہیں کہ اندھے اس دنیا میں مصیبت اٹھاتے ہیں تو آپ کس طرح یہ خیال کر سکتے ہیں کہ اگرچہ آپ اندھے پیدا ہونگے لیکن کوئی مصیبت نہ اٹھائیں گے۔یہ سزا ہے اور یہی دوزخ ہے جب آپ بغیر قوت شنوائی کے پیدا ہوئے ہیں تو آپ بعض مظاہر قدرت سے بے اعتنائی سے پیش آتے ہیں اسی طرح اگر آپ روحانی مظاہر قدرت یعنی شریعت کے قانون سے بے اعتنائی برتیں گے تو ہوسکتا کہ آپ اگلے جہان میں قوت شنوائی سے محروم پیدا ہوں اور تکلیف اٹھائیں۔یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے متعلق بیان فرماتا ہے۔﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰی سَمْعِهِمْ﴾ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی شنوائی پر بھی اس لئے نہ

BELA BOUTIQUE

ہر موسم اور موقع کے لئے زنانہ ملبوسات،فینسی سینڈلز،

مردانہ سوٹ،اچکن،پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا

اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے

Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)

Tel: 069-24279400 - e:mail- BELAboutique@aol.com

وہ سوچتے ہیں اور نہ ہی سنتے ہیں۔

﴿خَتَمَ اللّٰہ عَلٰی قُلُوبِھِمْ﴾ یہاں قلب دراصل شعور سے زیادہ کانشنس یعنی ضمیر کے لئے استعمال ہوا ہے۔لیکن اگر آپ فطرت حیات کی گہرائی میں اتریں تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ قلب، شعور اور ضمیر دونوں پر صادق آتا ہے ۔اور قرآن کریم میں یہ لفظ ذہنی استعداد اور قلبی استعداد دونوں کے لئے استعمال ہوا ہے قرآن کریم کہتا ہے ﴿خَتَمَ اللّٰہ عَلٰی قُلُوبِھِمْ﴾ ۔بنیادی طور پر وہ ناقص پیدا ہوتے ہیں۔ان کے نشو نما میں کوئی خامی ہے جس کی وجہ سے دوسرے جہان میں معذور بچے کی طرح پیدا ہونگے ۔ایسے لوگ جو بنیادی نقص رکھتے ہیں انکے متعلق قرآن کریم کہتا ہے ﴿خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوبِھِمْ وَ عَلٰی سَمْعِھِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِھِمْ غِشَاوَۃٌ﴾ اور وہ سن نہیں سکتے اور دیکھ نہیں سکتے جیسے انکی آنکھ میں نزول الماء ہو۔ایسے لوگ ہیں جو بالکل ردّ کر دیئے گئے ہیں کیونکہ اگلے جہان میں ان کے لئے سوائے تکلیف کے اور کچھ نہیں۔ یہ ہے وہ منطقی نتیجہ جو قرآن کریم اخذ کرتا ہے ۔﴿لَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ﴾ ۔عَظِیْم کے معنی ہیں سب سے بڑا۔ یہ ایسا عذاب نہیں جو صرف ایک سمت میں ہو۔ یہ ایسا عذاب ہے جو انکے تمام وجود کو گھیرے ہوئے ہے پس ﴿خَتَمَ اللّٰہ عَلٰی قُلُوبِھِم﴾ کی کیفیت ﴿عَذَابٌ عَظِیْم﴾ میں بیان کی گئی ہے۔ چونکہ وہ ہر صورت میں عیب دار ہیں ۔یہ ہیں وہ لوگ جنہیں سب سے بڑا عذاب دیا جائے گا۔

سو رَبُّ الْعَالَمِیْن آپ کو دوبارہ رحیمیت اور رحمانیت کی طرف لے جاتی ہے اور آپ کو خبر دار کرتی ہے کہ جیسا تم نے رحیمیت اور رحمانیت کا ایک دوسرے پر اثر پچھلے جہان میں دیکھا اور پچھلی مخلوق پر دیکھا ہے اور تم نے یہ مشاہدہ کیا ہے کہ جو کوئی بھی اس مظہر قدرت کو نظر انداز کرتا ہے اور اس کی پروا نہیں کرتا وہ اس جہان میں تکلیف اٹھاتا ہے اس لئے ہم تمہیں خبر دار کرتے ہیں کہ یہی سلوک تم سے اگلے جہان میں ہوگا۔ یہاں رحمانیت کی قدر کرو، وہ رحمانیت جو خدا کے کلام نے تم پر واضح کی ہے ۔رحیمیت کی قدر کرو جس کا مطلب ہے اپنی پوری طاقت سے یہ کوشش کرنا کہ جو کچھ تمہیں عطا ہوا ہے اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکو۔ جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے اسے اسی حال میں نہ رہنے دو۔ اس کو ترقی دو، اس پر غور کرو اور اس میں اپنی ساری طاقت لگا دو۔ تب تمہیں نئی چیزیں عطا کی جائیں گی ۔انسان کی تمام ترقیات خواہ سائنس کے میدان میں ہوں یا سماجی اور معاشرتی میدان میں یا اور کسی میدان میں ،دیکھیں وہ نتیجہ ہے رحمانیت اور رحیمیت کے ایک دوسرے پر اثر کا۔ آپ اس طرف متوجہ ہوں اور محنت اور مشقت کریں۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ نئی نئی چیزیں ابھریں گی نئی چیزوں کا انکشاف ہوگا اور آپ کی زندگی بہتر بن جائے گی ۔آپ اس سے زیادہ لطف اندوز ہوں گے ۔اگر آپ قرآن کریم کے قوانین کو ملحوظ رکھیں گے اور محنت اور مشقت کریں گے تو اسی قدر کامیابیاں آپ حاصل کریں گے ۔آپ اپنی کائنات میں نئے نئے انکشافات کریں گے ۔یہ انکشاف دونوں قسم کے ہونگے خارجی انکشافات اور ذاتی اندرونی انکشافات ۔انسان ایک جہان ہے اور اپنے اندر چھوٹے پیمانے پر تمام کائنات کا نقشہ رکھتا ہے۔ جس مقصد کے لئے کائنات کی ہر چیز بنائی گئی تھی اس کا نقطۂ عروج انسان پر آکر ختم ہوتا ہے۔ جو کچھ بھی کائنات کے بنانے میں صرف ہوا انجام کار وہ سب کچھ انسانی تخلیق پر منتج ہو گیا ۔اس لئے ہم کہتے ہیں کہ انسان جہان صغیر ہے۔

پس جب آپ اچھے مسلمان بن جاتے ہیں اور قرآن کے قوانین کو ملحوظ رکھتے ہیں اور مزید ترقی کرتے ہیں تب آپ کے اندر ایک نیا جہان پیدا ہوگا۔ اور آپ پر نئے انکشاف ہوں گے آپ کا اپنی ذات کے متعلق علم وسیع ہوگا ۔آپ کا اپنے وجود کا تصور وسیع ہوگا اور آپ کا خدا کی ذات کے متعلق تصور وسیع ہوگا نتیجۃً آپ ہر لمحہ بہتر انسان بنتے جائیں گے ۔یہ ہیں داخلی معنے قرآن کریم کے قوانین کو ملحوظ رکھنے کے۔ خارجی طور پر بھی آپ پر علم کے نئے ابواب کھلیں گے ۔اس وقت میں اس مضمون پر مزید گفتگو نہیں کر سکتا کیونکہ یہ ایک وسیع مضمون ہے کہ کس طرح قرآن کریم آپ کا خارجی علم بڑھانے کے لئے کردار ادا کرتا ہے۔ لیکن یہاں مجھے داخلی علم پر ہی اکتفا کرنے دیں ۔اس سلسلہ میں آنحضرت ﷺ کی بہترین مثال ہے جو یہاں بیان کرنی چاہئے ۔جب آنحضرت ﷺ اپنے رب کو سمجھنے لگے، جب آپ خدا تعالیٰ کے نظام کو ملحوظ رکھنے لگے تو آپ وہی محمد نہ رہے جو محمد ہم خدا کی وحی سے پہلے دیکھتے ہیں ۔آپ کی کایا پلٹ گئی ۔جب آپ نے رحمانیت کے اوصاف کو رحیمیت کے اوصاف سے ملا کر ان سے تعلق جوڑا تو آپ کے اندر ایک نیا وجود پیدا ہو گیا جو خَلقِ آخر تھی ۔اس وقت آپ کا پہلا پرانا وجود نہ رہا بلکہ آپ کی ایک نئی شخصیت 'رسول اللہ' کی شکل میں ابھری ۔وہ شخص جو پہلے محمدؐ تھا وہ محمدؐ رسول اللہ بن گیا ﷺ ۔اور آپ نے یہ حسن اپنے کمال درجہ تک حاصل کیا۔ اس قدر اعلیٰ مقام تک کہ آپ رحمۃ للعالمین بن گئے۔

جب رحمان اور رحیم ایک دوسرے پر اثر انداز ہوئے تو انہوں نے آپ کو رحمت بنا دیا۔ آپ رَبُّ الْعَالَمِیْن نہیں بن سکتے تھے کیونکہ رَبُّ الْعَالَمِیْن صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے ۔انسان ک حیثیت سے آپ صرف رحمۃ للعالمین بن سکتے تھے ۔آپ کو رحمٰن اور رحیم بھی نہیں کہا گیا کیونکہ رحمان رب کا صرف ایک پہلو ہے اور رحیم رب کا ایک دوسرا پہلو ہے ۔دونوں مصدر رَحِم سے نکلے ہیں۔ پس آنحضرت ﷺ کو نہ تو رب العالمین کا نام دیا گیا نہ ہی رحمٰن اور نہ ہی رحیم کا لیکن مصدر کی طرف اشارہ ہے کہ آپ رحمۃ للعالمین بن گئے ۔اس لئے آپ رحمانیت کو اس قدر سمجھ گئے جو اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ پر ایک انسان سمجھ سکتا تھا ۔آپ رحیمیت کو اسقدر سمجھ گئے جو اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ پر ایک انسان سمجھ سکتا تھا۔ آپ نے ان دونوں کو اپنے واحد وجود میں مجتمع کر دیا اور آپ ربوبیت کو سمجھ گئے جسے رحمانیت اور رحیمیت دونوں صفات چلا رہی ہیں ۔لیکن انسان رب العالمین نہیں بن سکتا ہاں وہ رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْن بن سکتا ہے۔ رَحْمَۃُ الْعَالَمِیْن نہیں بلکہ رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْن۔ یہ بھی ایک نہایت حسین اسلوب بیان ہے جو ہمیں سمجھنا چاہئے ۔یہ انسانیت اور الوہیت کی حدود میں تفریق کرتا ہے ۔رحمۃ العالمین ایک الگ امر ہے وہ صرف اللہ کی ذات ہے ۔آپ رحمۃ للعالمین بن سکتے ہیں اگر آپ رحمان اور رحیم کی اتباع اپنی قابلیتوں کی انتہا تک کریں اور رحمت کا سر چشمہ بن جائیں جو آپ اللہ سے لیتے ہیں، (اپنے نفس سے نہیں) اور پھر اس رحمت کو دوسروں میں تقسیم کر دیں ۔یہ ہیں رحمۃ للعالمین کے معنے اور یہ ایک قسم کی ربوبیت ہے۔ جب ایک انسان ربّ بنتا ہے تو صرف ان معنوں میں ۔بذات خود وہ کچھ بھی نہیں ۔جو کچھ اسے ملتا ہے اس کے رحمٰن اور رحیم رب کی عطا ہے ۔جب دینے کے لئے اس کے پاس کچھ بھی نہیں تو وہ رحمۃ العالمین کیسے بن سکتا ہے۔ وہ صرف رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْن بن سکتا ہے یعنی 'کائنات کے لئے رحمت کا وسیلہ'۔ یہ ہے مطلب رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْن کا۔ لیکن وہ یہ رحمت ایک دوسرے چشمہ سے لیتا ہے یعنی اپنے رب کے چشمہ سے ۔یہ بتاتا ہے کہ اس میدان میں آنحضرت ﷺ نے کمال حاصل کر لیا۔ اور رحمان اور رحیم ہمیں یہ پیغام دیتے ہیں کہ اگر آپ کمال حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آنحضرت ﷺ کی اتباع کریں تو پھر آپ کو اپنی محدود حیثیت تک رحمۃ للعالمین کا خطاب مل سکتا ہے۔ اور جب تک آپ رحمۃ للعالمین نہ بننا چاہیں آپ تعریف کے مستحق وجود نہیں بن سکتے ۔جب تک رحمت یعنی بھلائی آپ کی طرف سے دوسری مخلوق کی طرف نہیں بہتی آپ تعریف کے مستحق نہیں ۔اور اگر آپ یہ خلق سیکھنا چاہیں تو آپ اس سے سیکھیں جو رحمۃ للعالمین بنا۔ اس خلق کا کامل مظہر۔

مَالِک کے معنی

﴿مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ﴾ ۔اب ہم لفظ مَالِک میں داخل ہوتے ہیں۔ لفظ مَالِکْ کی تفصیلی تشریح کرنے سے پہلے میں اس کے عام معنوں کا ذکر کرتا ہوں ۔مالک وہ ہے جو کسی چیز پر قبضہ رکھتا ہے اور قبضہ بھی مطلق ۔لفظ مالک کی تشریح خود قرآن کریم میں کی گئی ہے۔ مٰلک یوم الدین کیا ہے ؟یہاں تین الفاظ استعمال ہوئے ہیں ۔مالک، یوم اور دین ۔جب مالک، یوم پر اثر انداز ہوتا ہے تو اس کا کیا مطلب ہوگا۔ اور جب یوم، دین پر اثر انداز ہوتا ہے تو اس کا کیا مطلب ہوگا۔ اور جب یہ اکٹھے ہو جاتے ہیں تو مالک یوم الدین کے کیا معنے بنیں گے؟ مجمل طور پر قرآن کریم اس کے معنے اس آیت میں واضح کرتا ہے ۔﴿یَوْمَ لَا تَمْلِکُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْئًا۔ وَالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰہِ﴾ (الانفطار:20) ۔یَوْمِ الدینْ ایسا وقت ہے جب ہر چیز مالک کی طرف رجوع کرے گی یعنی اللہ کی طرف اور کسی بھی طرح سے کوئی اور مالک نہ ہوگا۔ ﴿وَالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰہِ﴾۔ یہ وہ دن ہوگا جب مالک فی الحقیت مطلق مالک کے طور پر ظاہر ہوگا خارجی مشاہدہ کرنے والے کی نظر میں ۔اس دن سے پہلے کچھ الجھن تھی لیکن جزا سزا کے روز کوئی الجھن باقی نہ رہے گی ۔مالکیت اس کی طرف لوٹا دی جائے گی جو اصل مالک ہے ۔یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس زندگی میں ہم قطعاً مالک نہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم مالک ہیں لیکن ہمیں چیزوں پر عارضی قبضہ حاصل ہے ۔ایک طرح سے یہ چیزیں ہمارے پاس امانت ہیں۔ کسی ہستی نے ہمیں یہ چیزیں ایک خاص طریقہ پر استعمال کرنے کے لئے دی ہیں ۔ہم ان کے مالک نہیں ہم فی الحقیقت ان پر قابض نہیں ۔ہم ان چیزوں پر مالکانہ اختیار نہیں رکھتے جنہیں ہم اپنے قبضہ میں سمجھتے ہیں ۔یہ ہیں مجمل طور پر مالک کے معنے ۔صرف خدا مالک ہے۔ اگرچہ یہ کائنات پیدا کی گئی، تم پیدا کئے گئے اور آپ کو اللہ تعالیٰ کے احسان تک رسائی دی گئی ہے اس کی رحمانیت کی شکل میں اور اس کی رحیمیت کے ظہور میں لیکن آپ اس قدر مغرور بن جاتے ہیں جیسے آپ ان کے مالک ہیں ۔لیکن مالک تمہیں یاد دلاتا ہے کہ تمہارا ان چیزوں پر حقیقی قبضہ نہیں ۔تم صرف عارضی طور سے قابض ہو ،تم سے حساب لیا جائے گا۔ کیونکہ 'یَوْمِ الدین' کا مطلب فیصلہ کرنا بھی ہے پس اس سے انسان کے غرور کی ہوا نکل جاتی ہے۔ جب آپ مالک کے پاس جاتے ہیں تو ہر ایک چیز جو آپ کو دی گئی تھی واپس لے لی جاتی ہے اور آپ کے پاس کچھ بھی نہیں رہتا ۔آپ کنگال ہو جاتے ہیں ۔لیکن آپ کو قبضہ کا ایک نیا مفہوم بھی عطا ہوتا ہے کہ اس قبضہ کی قیمت کئی طرح سے پہلے سے بہت بڑھا دی جاتی ہے ۔اگر آپ کا قبضہ مستقل ہے تو آپ یہ قدرت رکھتے ہیں کہ اس سے بے اعتنائی برتیں کیونکہ یہ آپ کی ملکیت ہے ۔یہ آج آپ کی ملکیت ہے اور کل بھی آپ کی ملکیت ہوگی ۔آپ کو اسے استعمال کرنے کی کوئی جلدی نہیں۔ لیکن اگر آپ کا قبضہ عارضی ہے تو ایک طور سے اس کی قیمت کئی گنا زیادہ ہو جاتی ہے۔ کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ اگرچہ آج یہ آپ کی ہے لیکن کل شاید آپ کی نہ رہے تو اس کا پورا پورا استعمال کیوں نہ کیا جائے۔

پس ایک طرح سے لفظ مالک آپ کا غرور توڑتا ہے اور دوسری طرف آپ کو ابھارتا ہے، آپ میں احساس ذمہ داری پیدا کرتا ہے۔ جب تک آپ مالک کے پاس نہ گئے آپ سمجھتے رہے کہ یہ سب کچھ آپ کی ملکیت ہے اور درحقیقت عام طور پر انسان یہی سمجھتا ہے کہ یہ کار اس کی ملکیت ہے اور اس کی بیوی اور بچے اور سارا ساز و سامان اور آزردگی اور خوش نصیبی اس کی ملکیت ہے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن ایک وقت آتا ہے جب وہ سب کچھ پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔ ایک حد سے آگے وہ ایک چیز بھی نہیں لے جا سکتا ۔یہ ہے وہ حد جو آپ کو مالک یوم الدین کے پاس لے جائے گی ۔اور وہ وقت ہوگا جب آپ پوری طرح سمجھیں گے کہ آپ یہاں کسی چیز کے مالک نہ تھے ۔آپکو صرف چند روز قبضہ دیا گیا تھا ۔عارضی قبضہ دیا گیا تھا ۔یہ بہت زبردست احساس پسماندگی ہے کہ آپ کے پاس کچھ نہیں رہا لیکن اسی وقت یہ آپ کے اندر احساس ذمہ داری بھی پیدا کرتا ہے ۔ایک نئے قبضہ کا احساس کہ اگر یہ چیز عارضی ہے تو مجھے اس کا بہترین استعمال کرنا چاہئے کیوں نہ جس حد تک ہو سکے میں اسے استعمال میں لاؤں۔ جس طرح جب آپ روزہ میں داخل ہو رہے ہوتے ہیں سب کھانے کا سامان چھن جاتا ہے کیونکہ آپ کھا نہیں سکتے۔ بعض لوگ روز شروع ہونے سے پہلے مزے لے لے کر خوب کھاتے ہیں۔ کیونکہ وہ روزہ کے نقصان کی تلافی کرنا چاہتے ہیں۔ بالکل ایسا ہی خیال یہاں لفظ مالک پیدا کرتا ہے کہ اب تم اسے زیادہ سے زیادہ فائدہ کے لئے استعمال کرو۔ اس کا پورا پورا استعمال کرو اس وقت سے پہلے جب تم اس کے مالک نہ رہو گے ۔کیسی حسین یہ سورہ فاتحہ ہے اور کس قدر حسین یہ ﴿مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ﴾ کی آیت ہے ۔پس رحمانیت اور رحیمیت اور مالک اور ربوبیت کا ایک دوسرے پر اثر بذات خود ایک حسین کائنات ہے۔

بقیہ: حضور انور کا برطانیہ کی مختلف جماعتوں کا دورہ
از صفحہ نمبر 16

کیا ہے اور ساتھ ہی کہا کہ برمنگھم کا جماعت احمدیہ سے یہ تعلق بھی بنتا ہے کہ بانی جماعتِ احمدیہ 1835ء میں پیدا ہوئے اور انہیں سالوں میں برمنگھم کا شہر وجود میں آیا اور 1889ء میں برمنگھم کو شہر کا درجہ دیا گیا جو جماعت احمدیہ کے قیام کا سال ہے۔ انہوں نے ہر قسم کے تعاون کا یقین دلایا اور مسجد کی افتتاحی تقریب میں مدعو کرنے پر شکریہ ادا کیا۔ دوسرے مقرر Hall Green برمنگھم کے MP جناب Steve McCabe تھے انہوں نے اپنی تقریر میں نہایت شاندار الفاظ میں جماعت احمدیہ کو خراجِ تحسین پیش کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پر امن تعلیم کو خاص طور پر سراہا اور کہا کہ یہ تعلیم آج کے دور کی ضرورت کے عین مطابق ہے۔ انہوں نے اس بات کا بھی اظہار کیا کہ میں نے اس بلڈنگ کو نہایت خستہ حالت میں بھی دیکھا ہوا ہے اس لئے آج اسے ایک خوبصورت مسجد میں تبدیل ہوتے ہوئے دیکھ کر میں اسے جماعتِ احمدیہ کے عزم و ہمت کا نشان سمجھتا ہوں۔ تیسرے مقرر یورپین پارلیمنٹ کے ممبر جناب Philip Buschell Mathews تھے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں بتایا کہ انہیں اس تقریب میں شامل ہو کر اس لحاظ سے بھی خوشی ہے کہ چند سال قبل انکی بیٹی نے اپنی مرضی سے سوچ سمجھ کر اسلام قبول کیا پھر ایک مسلمان سے شادی کی اور اب ان کے تین نواسے بھی مسلمان ہیں اور وہ خود بھی اسلام میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ انہوں نے جماعتِ احمدیہ کے ماٹو Love For All Hatred For None کی خاص طور پر تعریف کی اور کہا کہ جماعتِ احمدیہ نہ صرف اس ماٹو کا اعلان کرتی ہے بلکہ اس پر عمل بھی کرتی ہے جو بہت قابلِ رشک بات ہے۔

مہمانوں کے خطاب کے بعد مکرم محترم رفیق احمد حیات صاحب امیر یوکے نے خطاب کیا جس میں آپ نے جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف پیش کیا اور جماعت احمدیہ کی انسانیت کیلئے کی گئی خدمات کا بھی تذکرہ کیا۔ اسی طرح علمی میدان میں جماعت احمدیہ کی چند نمایاں شخصیات کا ذکر کیا جن میں چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب صدر انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس اور ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نوبل انعام یافتہ سائنسدان شامل تھے۔ بعد ازاں مکرم امیر صاحب نے حضور انور کا تعارف کروایا جس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے مہمانوں سے ایمان افروز خطاب فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ کا خطاب

حضور انور نے اپنے خطاب میں بتایا کہ مساجد خدا کا گھر ہوتی ہیں جہاں لوگ خدائے واحد کی عبادت کے لئے آتے ہیں۔ اس کا ایک پہلو تو یہ ہے کہ اسلامی مساجد کے دروازے ہر مذہب کے پیروکار کے لئے کھلے ہیں بشرطیکہ وہ ایک خدا کی عبادت کرنا چاہتا ہو خواہ اس کا کوئی بھی طریق ہو۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے نجران کے عیسائیوں کو مسجد نبوی میں خود عبادت کی اجازت دے دی۔ پس اس لحاظ سے اسلام انتہائی رواداری کا مذہب ہے۔

دوسرا پہلو یہ ہے کہ خدا کی عبادت کے ساتھ ساتھ خدا کی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی بھی ضروری ہے۔ پس جو شخص اپنے ہمسایوں، رشتہ داروں اور دوسرے ہم وطنوں کے ساتھ امن اور صلح کے ساتھ نہیں رہتا اس کی عبادت بے معنی ہو جاتی ہے۔ حضور نے اپنے خطاب کے آخر میں تمام احمدیوں کو نصیحت فرمائی کہ اسلام کی تعلیم کے مطابق امن و محبت اور صلح و آشتی کے ساتھ اپنی زندگی بسر کریں اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کریں۔ حضور انور نے خطاب کے بعد اجتماعی دعا کرائی اور پھر تمام مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

اس تقریب کے اختتام پر چند معزز مہمانوں نے حضور کے ساتھ ملاقات کی۔ بعد ازاں شام سات بجکر پینتالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ مع قافلہ سکنتھورپ تشریف لے گئے۔

مسجد دارالبرکات کا پریس میڈیا میں ذکر

اخبار برمنگھم پوسٹ نے 2 اکتوبر 2004ء کے شمارہ میں تصویر کے ساتھ ہماری مسجد کے افتتاح کی جو خبر دی اس کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے:

”برمنگھم کے ایک اہم مسلمان گروپ نے گزشتہ روز اپنے سب سے بڑے مذہبی رہنما کو خوش آمدید کہا جو برمنگھم کی نئی مسجد کے افتتاح کے سلسلہ میں تشریف لائے ہیں۔ احمدیہ مسلم کمیونٹی کے مذہبی رہنما حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نے نماز پڑھا کر ٹلٹن روڈ، بورڈز لے گرین پر واقع مسجد دارالبرکات کا افتتاح کیا۔ اس مسجد میں 2 ہزار افراد نماز ادا کر سکتے ہیں اور اس پر ڈیڑھ ملین پونڈ کی رقم خرچ ہوئی جو اس جماعت کے ممبران نے اپنی مدد آپ کے تحت جمع کی۔ یہ نیا سنٹر گریڈ 2 کی تاریخی عمارت میں قائم کیا گیا ہے جو ملکہ وکٹوریہ کے زمانہ میں سکول کے لئے بنائی گئی تھی۔ مڈلینڈز احمدیہ مسلم ایسوی ایشن کے صدر ڈاکٹر سید فاروق احمد صاحب نے بتایا کہ افراد جماعت نے اپنے وقت اور مال کی قربانی کر کے مسجد حاصل کرنے کے خواب کو پورا کیا۔ عورتوں نے اپنے زیورات دئے اور بچوں نے اپنے جیب خرچ کی قربانی دی تا کہ یہ مسجد معرض وجود میں آ سکے۔“

خدا کے فضل سے یہ مسجد اور اسکی ملحقہ عمارت پونے دو ایکڑ کے رقبہ پر واقع ہے جو عین برمنگھم شہر کے وسط میں ہے۔ ایک بلند مقام پر واقع ہونے کی وجہ سے مسجد دور دور کے اہل شہر کو نظر آتی ہے اور مسجد سے سارا شہر با آسانی دیکھا جا سکتا ہے۔

برمنگھم پوسٹ کے علاوہ بھی میڈیا نے مسجد دارالبرکات برمنگھم کی افتتاحی تقریب کو نمایاں کوریج دی۔ چنانچہ 'ایوننگ میل' نے یکم اکتوبر کو تصویریں اور تفصیلی خبر شائع کی۔ 'اسلامک ورلڈ نیوز' نے انٹرنیٹ پر تصویر کے ساتھ خبر شائع کی۔ برٹش سیٹلائیٹ نیوز نے بھی انٹرنیٹ پر تصویر کے ساتھ خبر شائع کی۔ یکم اکتوبر کو BBC مڈلینڈز ٹوڈے نے TV پر خبر نشر کی تو صدر جماعت برمنگھم ایسٹ

KMAS TRAVEL

پاکستان اور دنیا بھر کی سو فیصد OK ٹکٹ حاصل کرنے کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔ عید اور دسمبر کی بکنگ جاری ہے۔ اپنی نشست ابھی سے بک کروالیں۔ اور ٹکٹ گھر بیٹھے حاصل کریں۔ نیز حج اور عمرہ کی سعادت کے لئے بھی رابطہ کریں

ہماری ترقی کا راز ———— آپ کا پر خلوص تعاون

KMAS TRAVEL

Saalbau Str 27, 64283 Darmstadt (GERMANY)

Phone: 06151- 8700646 - Mob: 01705534658- Fax: 06151-8700647

ڈاکٹر نفیس حمید صاحب کا انٹرویو بھی نشر کیا۔ BBC ریڈیو ویسٹ مڈلینڈز نے بھی مکرم محمد ناصر خان صاحب نائب امیر و سیکرٹری جائیداد یوکے اور ڈاکٹر نفیس حمید صاحب کا انٹرویو نشر کیا۔

سکنتھورپ میں ورود مسعود اور اگلے روز مسجد سلام کا معائنہ:

برمنگھم سے روانہ ہو کر حضور انور ایدہ اللہ مع قافلہ رات 9:45 پر سکنتھورپ پہنچے۔ جہاں مکرم بلال ایٹکنسن صاحب ریجنل امیر، مکرم ڈاکٹر مظفر احمد صاحب صدر جماعت اور دیگر احباب نے حضور کا استقبال کیا۔ 10 بجکر پانچ منٹ پر حضور انور نے مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ اگلے روز 2 اکتوبر کو حضور انور نے صبح 5:45 پر نماز فجر باجماعت پڑھائی۔ صبح 10 بجکر 50 منٹ پر حضور انور مسجد سلام سکنتھورپ کا معائنہ کرنے کے لئے تشریف لے گئے جہاں ساری جماعت حضور کے استقبال کے لئے موجود تھی۔ حضور نے کچھ وقت احباب کے ساتھ بہت ہی محبت اور پیار کے ماحول میں گزارا اور ساتھ ہی اس بات کی خواہش کا اظہار کیا کہ ہر احمدی سال میں کم از کم ایک اور احمدی بنائے۔ اسی طرح جماعتی اور ذیلی تنظیموں کے تمام عہدیداروں کو جلد از جلد نظام وصیت میں شمولیت کی طرف توجہ دلائی۔ مکرم صدر صاحب نے بتایا کہ دو تین افراد کے علاوہ سب احباب شامل ہو چکے ہیں۔ جو دو تین رہ گئے ہیں وہ بھی نظام وصیت میں شامل ہونے کی تیاری کر رہے ہیں۔ حضور نے تمام بچوں اور امتحان دینے والے ڈاکٹر صاحبان کو از راہ شفقت پین عطا فرمائے اور بچوں کو چاکلیٹ بھی دیئے۔ روانگی سے قبل سب احباب کے ساتھ گروپ فوٹو ہوا۔ دعا کے بعد حضور 11 بجکر 40 منٹ پر بریڈفورڈ کے لئے روانہ ہو گئے۔

مسجد ”بیت الحمد“ کا معائنہ اور ”مسجد المہدی“ (بریڈفورڈ) کا سنگ بنیاد

2 اکتوبر حضور انور مع قافلہ دوپہر 12 بجکر پینتالیس منٹ پر بریڈفورڈ کی مسجد 'بیت الحمد' تشریف لائے۔ ریجنل مشنری مکرم نسیم احمد باجوہ اور صدر جماعت مکرم عبدالباری ملک صاحب نے حضور انور کا استقبال کیا۔ اس کے بعد حضور انور نے موجودہ مسجد بیت الحمد کی عمارت کے تمام حصوں کا تفصیل سے معائنہ فرمایا۔ حضور انور کچھ وقت کے لئے مشنری فلیٹ میں تشریف لے گئے۔ بعد ازاں حضور مع قافلہ مسجد المہدی بریڈفورڈ کے سنگ بنیاد کی تقریب کے لئے تشریف لے گئے۔ خلافتِ خامسہ کے بابرکت دور میں یہ برطانیہ کی وہ پہلی مسجد ہے جس کا سنگِ بنیاد حضور انور ایدہ اللہ نے اپنے دستِ مبارک سے رکھا۔ اس مقصد کے لئے حضور انور ایک بجکر چالیس منٹ پر نئی مسجد کی جگہ پر پہنچے جہاں بریڈفورڈ اور ارد گرد کی جماعتوں کے احباب کی کثیر تعداد جمع تھی۔ بچوں نے مختلف نظموں اور ترانوں سے حضور کا استقبال کیا۔ ایک بچے نے پھول پیش کئے۔ مسجد کے پلاٹ اور نقشے کے تفصیلی جائزہ اور معائنہ کے بعد تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم نسیم احمد باجوہ نے کی۔ مکرم آدم واکر صاحب نے انگریزی میں اس کا ترجمہ پیش کیا۔

اس کے بعد حضور نے اپنے مختصر خطاب میں فرمایا کہ امیر صاحب کا خیال ہے کہ کچھ ہدایات دی جائیں۔ انشاء اللہ جب مسجد بن جائیگی تو اس وقت جو آپ کو کہنا ہے کہوں گا۔ ابھی آپ نے جو تلاوت سنی ہے اور جو دعائیں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل نے کیں تھیں کہ (خانہ کعبہ کو) امن کی جگہ بنا۔ تو آپ بھی امن کا پیغام پہنچانے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا ایک گھر بنا رہے ہیں۔ پس آپ کو اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کرنی ہوں گی۔ آپس میں رنجشیں دور کرنی ہوں گی۔ محبت اور پیار سے رہنا ہوگا۔ خلوص اور دعا کے ساتھ جب آپ اس مسجد کی بنیادیں اٹھائیں گے تو اس میں برکت بھی پڑے گی اور آپ نے اس کو مکمل کرنے کا جو اندازہ لگایا ہوا ہے اس سے بہت پہلے اللہ تعالیٰ اسے مکمل فرما دے گا جو کہ اللہ تعالیٰ کے اس فضل کی وجہ سے ہوگا جو آپس میں ایک ہونے کی وجہ سے آپ پر ہوگا۔ اس لئے میری یہی درخواست ہے کہ جن دعاؤں کے ساتھ آپ اس مسجد کی بنیادیں اور دیواریں اٹھا رہے ہیں ان دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کریں اور اس کی تعمیر کو مکمل کریں تب ہی اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈالے گا۔

اس مسجد کے لئے جماعت نے دو ہزار ایک سو مربع میٹر (تقریباً پونے ایکڑ) کا ایک قطعہ زمین 1999ء میں خریدا تھا۔ یہ قطعہ ایک بلند پہاڑی پر واقع ہے جہاں سے بریڈفورڈ کا سارا شہر بالعموم نظر آتا ہے۔ تین منزلوں پر مشتمل ہماری یہ مسجد جب مکمل ہو جائے گی تو انشاء اللہ دور دور سے نظر آیا کرے گی۔ کونسل کی طرف سے جماعت کو مسجد کی تعمیر کی اجازت 2001ء میں ملی۔ ظہر اور عصر کی نمازوں پر لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ اذان دینے کی اجازت بھی جماعت کو مل چکی ہے۔ اس پہلو سے انشاء اللہ ہماری اذانوں کی آواز دُور دُور تک سنی جایا کرے گی۔

خطاب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ سنگِ بنیاد رکھنے کی جگہ پر تشریف لے گئے۔ سب سے پہلے حضور انور نے اینٹ رکھی جو قادیان سے لائی گئی تھی۔ اس کے بعد باری باری حضرت سیّدہ بیگم صاحب مدظلہا العالی۔ مکرم رفیق احمد صاحب حیات (امیر جماعتِ احمدیہ یوکے)، مکرم بلال ایٹکنسن صاحب (ریجنل امیر نارتھ ایسٹ)، مکرم نسیم احمد باجوہ صاحب (ریجنل مشنری)، منیر احمد جاوید پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح (نمائندہ مرکز)۔ مکرم عبدالباری ملک صاحب (صدر جماعت بریڈفورڈ)، مکرم چوہدری وسیم احمد صاحب (صدر مجلس انصار اللہ یوکے)، مکرمہ صاحبزادی فائزہ لقمان صاحبہ (صدر لجنہ اماء اللہ یوکے)، مکرم مرزا فخر احمد صاحب (صدر مجلس خدام الاحمدیہ یوکے)، مکرم چوہدری انور احمد صاحب کاہلوں (سابق امیر جماعت احمدیہ یوکے) اور وقفِ نو بچوں کی نمائندگی میں عزیزم سعد احمد قمر ابن آفتاب احمد صاحب (لیڈز) اور عزیزم مبارز امینی ابن رشید صادق امینی صاحب (بریڈ فورڈ) کو بھی اینٹ رکھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے اجتماعی دعا کروائی اور پھر حضور انور ایدہ اللہ مسجد کے قطعہ سے ملحقہ ایک عمارت اور ارد گرد جگہ دیکھنے کے لئے پیدل تشریف لے گئے جو جماعت پارکنگ وغیرہ کی خاطر خریدنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

یہاں سے حضور انور ایدہ اللہ دو بجکر دس منٹ پر واپس مسجد بیت الحمد تشریف لائے۔ جہاں حضور انور ایدہ اللہ نے ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کے بعد حضور انور کی موجودگی میں مکرم عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد لندن نے مکرم عطاء الہادی صاحب ابن مکرم عبد الباری ملک صاحب (صدر بریڈفورڈ جماعت) کے نکاح کا اعلان فرمایا اور دعا کرائی۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ سے بعض لوگوں نے شرفِ مصافحہ حاصل کیا۔ ہارٹلے پول روانگی سے قبل حضور انور ایدہ اللہ لجنہ سے ملاقات کی خاطر چند منٹ کے لیے لجنہ ہال کی طرف تشریف لے گئے اور

وہاں موجود بچیوں کو پین اور چاکلیٹ مرحمت فرمائے۔اور پھر مسجد سے باہر آکر اجتماعی دعا کروائی اور 5.30 منٹ پر ہارٹلے پول کے لئے روانہ ہوئے۔ 7.10 منٹ پر حضور انور ہارٹلے پول میں مکرم ڈاکٹر حمید احمد خان صاحب مرحوم کے گھر ورود فرما ہوئے جہاں 8.00 بجے نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے ساتھ آج کے پروگرام اپنے اختتام کو پہنچے۔

مسجد المہدی کے سنگ بنیاد کی تقریب کا پریس میں تذکرہ

بریڈفورڈ کے اخبار ’’ٹیلیگراف اینڈ آرگس‘‘ نے 7 اکتوبر 2004ء کو مسجد المہدی کے سنگِ بنیاد کی تقریب کی جو باتصویر خبر دی اس کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے:

’’نئی مسجد کی تعمیر کا آغاز‘‘ کی سرخی دے کر اخبار نے لکھا: ’’اس ہفتہ بریڈفورڈ میں ایک مسجد کے سنگِ بنیاد کی تقریب عمل میں آئی جس پر ڈیڑھ ملین پونڈ خرچ ہوگا۔ عالمگیر جماعت کے سربراہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نے پہلی اینٹ رکھی جن کی تصویر سامنے موجود ہے۔ آپ نے اپنے خطاب میں فرمایا اس مسجد کا مقصد بریڈفورڈ کے لوگوں کو امن کا پیغام پہنچانا ہے۔ اس تقریب میں 800 افراد شریک ہوئے جن کا تعلق احمدیہ مسلم جماعت سے ہے اور یہ مسجد تین منزلہ عمارت پر مشتمل ہوگی جو اوٹلے روڈ سے نکلنے والی سڑک Rees Way پر واقع ہوگی۔ جماعت احمدیہ بریڈفورڈ کے صدر نے کہا ہمیں امید ہے کہ یہ مسجد 18 ماہ میں مکمل ہو جائیگی۔ مسجد کا ڈیزائن ایک مقامی آرکیٹیکٹ کمپنی Dean Woodward & Co نے تیار کیا ہے۔ مسجد کی عمارت یارکشائر سٹون سے بنائی جائے گی۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہمیں امید ہے کہ اس مسجد کا شمار ملک کی خوبصورت ترین مساجد میں ہوگا اور بریڈفورڈ شہر کی بلند و بالا عمارت میں ایک مثبت اضافہ ہوگا۔‘‘

اخبار جنگ نے بھی 9 اکتوبر کی اشاعت میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تصویر کے ساتھ اس مسجد کے سنگ بنیاد کی خبر شائع کی۔

ہارٹلے پول کی ’مسجد ناصر‘ کا سنگِ بنیاد

3/ اکتوبر بروز اتوار صبح 10 بجے حضور انور مع قافلہ ہارٹلے پول کی مسجد ناصر کا سنگِ بنیاد رکھنے کے لئے مسجد کے قطعۂ زمین پر تشریف لائے۔ مکرم بلال ایٹکنسن صاحب (ریجنل امیر) اور مکرم نسیم احمد باجوہ صاحب (ریجنل مشنری) نے حضور انور کا استقبال کیا۔ اسکے بعد حضور انور پنڈال میں تشریف لے گئے جہاں سب احباب حضور کے منتظر تھے۔ مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنے کی تقریب کا آغاز مکرم نسیم احمد باجوہ صاحب کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو کہ سورۃ بقرہ کی اُن آیات کریمہ پر مشتمل تھی جن میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی ان دعاؤں کا ذکر ہے جو انہوں نے خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت کی تھیں۔ تلاوت کے بعد مکرم عابد وحید احمد خان ابن ڈاکٹر حمید احمد خان صاحب مرحوم (ہارٹلے پول) نے ان آیات کا انگریزی میں ترجمہ پیش کیا جس کے بعد حضور نے پہلے اردو میں اور پھر انگریزی میں مختصر خطاب فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ مسجد جس کی بنیاد آج آپ رکھنے والے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اور جیسا کہ آپ تلاوت میں سن چکے ہیں کہ جب اللہ نے حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ کو بنیاد اٹھانے کا حکم دیا تو اس کا مقصد یہ تھا کہ یہاں سے امن اور محبت کی آواز ساری دنیا میں پھیلے اور دوسری چیز یہ ہے کہ مسجدیں بنانے والے لوگوں کا معیار یہ ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے والے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادتیں کرنے والے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگنے والے ہوتے ہیں۔ جب اس سوچ کے ساتھ آپ اس مسجد کی بنیاد رکھیں گے اور دعائیں مانگیں گے تو انشاءاللہ، اللہ تعالیٰ اس میں بہت برکتیں ڈالے گا۔ اور یہ آپ کی مسجد بے انتہا برکتوں کی وارث ہوگی اور اس علاقے میں انشاءاللہ تعالیٰ ایک نشان ہوگی۔ اس لئے آج جو لوگ یہاں رہ رہے ہیں ان کو میں کہتا ہوں کہ جب اس مسجد کی بنیاد شروع کریں تو بنیاد رکھ کر پھر بیٹھ نہیں جانا بلکہ ساتھ ہی کام شروع کر دینا چاہئے اور اس وقت تک نہیں رکنا جب تک یہ مسجد تکمیل تک نہیں پہنچ جاتی۔ آپ شروع کریں تو انشاءاللہ اس میں اللہ تعالیٰ برکت ڈالے گا۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے۔

مسجد دارالبرکات (برمنگھم) کے مینار کا ایک خوبصورت منظر

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے انگریزی میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا جیسا کہ آپ نے ابھی تلاوت قرآن سنی ہے۔ خدا کے گھر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے اور ساری دنیا کے تمام انسانوں تک امن اور محبت کا پیغام پہنچانے کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ لہٰذا آپ کی مسجد کو بھی نہ صرف اس علاقے میں بلکہ سارے ملک اور ساری دنیا میں امن اور باہمی محبت کو پھیلانے کا ذریعہ ہونا چاہئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ان لوگوں کی خصوصیت جو مسجدیں تعمیر کرتے ہیں یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہوتے ہیں لہٰذا جب آپ قیام امن اور خدا کی فرمانبرداری کے جذبات کے ساتھ مسجد بنائیں گے اور دعائیں بھی کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں آپ پر نازل ہونگی اور خدا تعالیٰ آپ کو آپ کی متوقع مدت سے پہلے مسجد بنانے کی توفیق دے گا۔ لہٰذا سنگِ بنیاد رکھنے کے بعد تعمیر کا کام شروع ہو جانا چاہئے۔ نہ اپنی صلاحیتوں کو معمولی سمجھیں نہ اللہ تعالیٰ کے ان انعامات کو معمولی سمجھیں جو وہ اپنے فضل سے جماعتِ احمدیہ پر کر رہا ہے۔

آخر میں حضور انور نے فرمایا: انشاءاللہ چھ سات ماہ بعد میں اس مسجد کے افتتاح کے لئے آؤں گا۔

خطاب کے بعد حضور انور سنگِ بنیاد کی جگہ پر تشریف لے گئے۔ پہلے مسجد کے نقشہ کا معائنہ فرمایا۔ اس کے بعد قادیان سے لائی گئی اینٹ کو بنیاد کی جگہ پر رکھا۔ حضور کے بعد حضرت بیگم صاحبہ نے اینٹ رکھی اور پھر باری باری مکرم رفیق احمد حیات صاحب (امیر جماعت یوکے)، مکرم بلال ایٹکنسن صاحب (ریجنل امیر نارتھ ایسٹ ریجن)، مکرم عطاء المجیب صاحب راشد (امام مسجد فضل لندن)، مکرم نسیم احمد صاحب باجوہ (ریجنل مشنری)، منیر احمد جاوید پرائیویٹ سیکرٹری (نمائندہ مرکز)، مکرم سید ہاشم اکبر صاحب (صدر جماعت ہارٹلے پول)، مکرم چوہدری وسیم احمد صاحب (صدر مجلس انصار اللہ یوکے)، مکرمہ صاحبزادی فائزہ لقمان صاحبہ (صدر لجنہ اماء اللہ یوکے)، مکرم مرزا فخر احمد صاحب (صدر مجلس خدام الاحمدیہ یوکے)، ہارٹلے پول کی پہلی انگریز احمدی خاتون Miss Pam Elder، ہارٹلے پول کے انگریز احمدی Mahmood Threlkeld، مکرم عابد وحید احمد خان صاحب ابن مکرم ڈاکٹر حمید احمد صاحب خان مرحوم اور وقفِ نو بچوں کی نمائندگی میں عزیزہ حمیرہ ہما عمر صاحبہ اور عزیزم سمیع اللہ صاحب کو اینٹیں رکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آخر میں حضور انور نے اجتماعی دعا کرائی اور ہارٹلے پول جماعت کے دوستوں اور خواتین سے ملاقاتیں کرنے کے بعد 11 بجکر 45 منٹ پر LKLEY تشریف لے گئے۔

ہارٹلے پول کی مسجد ناصر کے پلاٹ کا رقبہ ایک ایکڑ ہے۔ 1999ء میں اسے خریدا گیا اور 2003ء میں کونسل نے جماعت کو اس جگہ مسجد تعمیر کرنے کی اجازت دی۔ ہارٹلے پول جو کہ سمندر کے کنارے پر ایک بہت ہی خوبصورت اور پرامن شہر ہے، ہماری یہ مسجد اس میں سب سے پہلی مسجد ہوگی۔ انشاءاللہ۔

ILKLEY میں پکنک

3/ اکتوبر بروز اتوار بعد دوپہر حضور انور نے ازراہ شفقت ومحبت برطانیہ میں خدمت کرنے والے تمام مبلغین اور مرکزی دفاتر کے واقفینِ زندگی کارکنان کی فیملیوں کے ساتھ ایک پکنک کا انتظام فرمایا جو کہ بریڈفورڈ کے قریب ILKLEY کے ایک بہت خوبصورت علاقے میں منائی گئی۔ سارے ملک سے مبلغین اور ان کے اہل وعیال چار کوچوں اور متعدد کاروں کے ذریعہ پہلے سے ILKLEY پہنچے ہوئے تھے۔ حضور انور کی تشریف آوری پر پہلے دوپہر کا کھانا حضور نے اپنے خدام کے ساتھ تناول فرمایا اور پھر نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ پھر مبلغین سلسلہ اور ان کے بیٹوں کے درمیان اپنی ایمپائرنگ میں کرکٹ کا ایک میچ کرایا جو مبلغین کے بیٹوں نے جیت لیا۔ حضور انور نے جیتنے والی ٹیم کے ساتھ ازراہِ شفقت تصویر کھنچوائی اور پھر خود بھی کچھ وقت کے لئے کرکٹ کھیلی۔ دورانِ پکنک سارا وقت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سب کے ساتھ بے تکلفی کے ماحول میں ملاقاتیں فرماتے رہے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں انشاء اللہ)

الفضل انٹرنیشنل میں

اشتہار دے کر

اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

(مینیجر)

KENWRIGHT & LYNCH SOLICITORS
& COMMISSIONERS FOR OATHS

Our legal advice includes:

Immigration, Asylum , Nationality ,Work Permits, Business Visas, ECO matters & Appeals, Conveyancing, Landlord & Tenants, Family & Ancillary matters, Employment

Contact:

Muzaffar Mansoor, Solicitor & Expert Witness Asylum Cases

Robyn Lynch, Martin Chambers Solicitors.

2 Mitcham Road Tooting Broadway London SW17 0TF

Tel: 020 8767 1211 Fax: 020 8672 0486.

Freephone: 0800 716929

Email: Kenwrightlynch@legaleys.fsnet.co.uk

LEGAL AID FRANCHISE

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

”الفضل ڈائجسٹ“ کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

اصحاب احمدؑ کی قبولیت دعا
مصائب و مشکلات سے نجات

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۲۱؍اپریل ۲۰۰۴ء میں مکرم عطاء الوحید باجوہ صاحب نے بعض ایسے واقعات بیان کئے ہیں جن میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے صحابہؓ کی دعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ نے مختلف مصائب سے نجات عطا فرمائی۔

حضرت اماں جانؓ

☆ موضع ”ماڑی بچیاں“ تحصیل بٹالہ میں ایک احمدی دوست میاں اللہ رکھا صاحب دیہات میں غلہ خرید کر آس پاس کی منڈیوں میں فروخت کرتے تھے۔ ایک دفعہ وہ قادیان گئے تو ان کا گھوڑا خود بخود کھل گیا یا کوئی لے گیا۔ انہوں نے قریبی علاقوں میں بہت تلاش کیا مگر ناکام آئے۔ پھر حضرت اماں جانؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست دعا کی۔ آپؓ نے ایک دعا کاغذ پر لکھ دی اور فرمایا ”میں بھی دعا کروں گی آپ گھوڑے کو تلاش کریں انشاء اللہ مل جائے گا“۔ میاں صاحب بیان کرتے ہیں کہ ”دعا کے الفاظ پڑھتا ہوا اور سیاہی خشک کرنے کیلئے کاغذ پر پھونکیں مارتا ہوا ابھی میں لنگر خانہ سے تھوڑا ہی آگے گیا تھا تو دیکھا کہ میرا گھوڑا سامنے سے دوڑتا ہوا آرہا تھا جسے میں نے پکڑ لیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ

☆ حضرت ابوالمبارک محمد عبداللہ صاحب بیان فرماتے ہیں کہ پسرور میں پہلے چھ مہینے سخت پریشانی میں گزرے کیونکہ بیوی دو سال سے بیمار تھی۔ میں نے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں کئی بار دعا کی درخواست کی اور حضورؓ نے تسلی دی تھی کہ میں دعا کروں گا۔ ایک دن خواب میں دیکھا کہ اخبار الفضل آیا ہے اور اس میں عربی میں لکھا ہے اللہ تمہارے لئے کافی ہو گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے سب ظلمتیں دور فرمادیں۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ

☆ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ انگلستان سے روانہ ہو کر بغرض تبلیغ امریکہ پہنچے تو ساحل پر اترنے سے پہلے ایک ڈاکٹر جہاز پر ہی آیا تاکہ مسافروں کا طبی معائنہ کرے اور جن کو ناقابل سمجھے ان کو اترنے کی اجازت نہ دے۔ حضرت مفتی صاحب کی آنکھوں میں روئے تھے اور ایسے مریض کو امریکہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوتی۔ آپؓ نے بہت الحاح وزاری کے ساتھ دعا کی اور پھر مسافروں کی قطار میں جا کھڑے ہوئے۔ ڈاکٹر جب معائنہ کرتا کرتا آپؓ کے پاس آیا تو سبز پگڑی دیکھ کر کہنے لگا کیا آپ ہندوستان سے آئے ہیں؟ آپؓ نے کہا جی ہاں۔ پھر بہت سی باتیں ہوئیں اور آخر میں وہ خود ہی کہنے لگا کہ آپؓ کی صحت بہت اچھی ہے، آپ بے شک امریکہ میں داخل ہو سکتے ہیں۔ اور یہ کہہ کر اُس نے سرٹیفیکیٹ لکھ دیا۔ محض اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ معائنہ کی نوبت نہ آئی۔ ورنہ آپؓ کا امریکہ میں داخلہ ناممکن تھا۔

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ

☆ حضرت مولانا غلام رسول صاحبؓ راجیکی تحریر فرماتے ہیں کہ ایک بار چوہدری اللہ داد خان صاحب نے مجھ سے دریافت کیا کہ یہ جو دست غیب کے متعلق مشہور ہے کہ بعض وظائف یا بزرگوں کی دعا سے انسان کی مالی امداد ہو جاتی ہے کیا صحیح بات ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں، بعض خاص گھڑیوں میں جب انسان پر ایک خاص روحانی حالت طاری ہوتی ہے تو اس وقت اس کی تحریری یا تقریری دعا باذن اللہ یقیناً حاجت روائی کا موجب ہو جاتی ہے۔ میری یہ بات سن کر چوہدری اللہ داد کہنے لگے تو پھر آپ مجھے کوئی ایسی دعا یا عمل لکھ دیں جس سے میری مالی مشکلات دُور ہو جائیں۔ میں نے کہا اچھا اگر کسی دن کوئی خاص وقت اور گھڑی میسر آگئی تو انشاء اللہ میں آپ کو دعا لکھ دوں گا چنانچہ ایک دن جب افضال ایزدی اور سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی برکت سے مجھے روحانی قوت کا احساس ہوا تو میں نے ایک دعا لکھ دی جسکے الفاظ غالباً ”اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ“ تھے اور تلقین کی کہ وہ اس دعا کو ہمیشہ اپنے پاس رکھیں۔ چنانچہ انہوں نے اسی وقت اس کو اپنی پگڑی کے ایک گوشہ میں باندھ کر محفوظ کر لیا۔ خدا کی حکمت ہے کہ ایک سال تک چوہدری اللہ داد غیبی امداد اور مالی فتوحات کے کرشمے اور عجائبات ملاحظہ کرتے رہے۔ اس کے بعد سوء اتفاق سے یہ دعا اُن سے ضائع ہو گئی اور وہ دست غیب کا سلسلہ ختم ہو گیا۔

☆ ایک دفعہ میری بیوی کے بڑے بھائی حکیم محمد اسمٰعیل صاحب کی ایک آدمی سے لڑائی ہو گئی جس میں حکیم صاحب نے اس آدمی کو مار مار کر لہو لہان کر دیا۔ اس مضروب کے وارثوں نے جب اسے قریب الموت پایا تو وہ اسے چارپائی پر ڈال کر حافظ آباد تھانہ میں لے گئے۔ میری خوشدامن صاحبہ نے جب یہ سنا تو مجھے حکیم صاحب موصوف کیلئے دعا کرنے کیلئے کہا۔ میں نے جب دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی تسکین دی کہ میں نے سب کو بتایا کہ نہ تو وہ مضروب مرے گا اور نہ ہی اس کے وارث اسے تھانے میں لے جائیں گے۔ چنانچہ جو لوگ زخمی کو لے جارہے تھے، وہ قریباً ڈیڑھ کوس کے فاصلہ سے ازخود واپس آگئے اور مضروب بھی چند دنوں میں اچھا ہو گیا۔

☆ ایک بار میاں فیروز الدین صاحب احمدی سخت پریشانی میں مبتلا ہوئے تو اُن کی ہمشیرہ کو خواب میں بتلایا گیا کہ میاں فیروزالدین اگر مولوی غلام رسول صاحبؓ راجیکی سے دعا کرائے تو اس کے جملہ مصائب خدا تعالیٰ کے فضل سے دُور ہو جائیں گے۔ چنانچہ میاں صاحب نے مجھے دعا کیلئے تحریک کی۔ پھر اُن کے واسطے ایک دفعہ مجھے دعا کی خاص تحریک ہوئی تو میں نے اُن سے دریافت کیا کہ آپ کو کونسی ضروریات ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ایک تو اپنی بیوی کے لئے جو بعارضہ جنون بیمار ہے۔ دوسرے مالی پریشانی سے نجات کے لئے۔ تیسرا اولاد نرینہ کے لئے۔ میں نے ان تینوں مقاصد کے لئے دعا کا خاص موقعہ ملنے پر دعا کی۔ اور قلبی تحریک کی بنا پر ان کو اطلاع دیدی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی بیوی کی بیماری ہفتہ عشرہ میں دور ہو گئی۔ بیکاری بھی اتنے ہی عرصہ میں جاتی رہی۔ اور ایک سال کے اندر ان کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا بھی عطا فرمایا۔ جو اب ماشاءاللہ صاحب اولاد ہے۔

☆ ایک بار حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشاد کے ماتحت پرائیویٹ سیکرٹری کی طرف سے مجھے یہ پیغام ملا کہ جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کی مالی مشکلات سے نجات کے لئے خاص طور پر دعا کی جائے۔ چنانچہ بالالتزام ان کے لئے دعا کا سلسلہ جاری کیا۔ ایک کشفی حالت میں سیٹھ صاحب کو یہ مصرعہ پڑھتے دیکھا: ”قادر ہے وہ بارگاہ جو ٹوٹا کام بناوے“۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بہت جلد اُنکی حالت کو بدل کر مالی وسعت کے سامان پیدا فرمائے۔

حضرت محمد ابراہیم بقاپوری صاحبؓ

☆ جنوری ۱۹۱۰ء میں چوہدری غلام حسین صاحب نے مجھے کہا کہ میری دو مربعہ زمین اس قدر خراب ہے کہ اس کی آمد سے سرکاری لگان بھی بڑی مشکل سے ادا ہوتا ہے۔ میں تین چار سال سے مربعوں کی تبدیلی کیلئے کئی درخواستیں دے چکا ہوں لیکن کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ چونکہ چوہدری صاحب بہت مخلص اور سلسلہ کی مالی خدمت کرنے میں مستعد تھے اس لئے میں نے ان کے حق میں دعا کی۔ چنانچہ ۱۵؍جنوری ۱۹۱۰ء کو مجھے ایک خاص قطعہ زمین دکھایا گیا جو اُن کو دیا جانا تھا۔ چنانچہ جون ۱۹۱۲ء میں اسی زمین کے ساتھ ان کے مربعہ جات کا تبادلہ ہو گیا جو خواب میں دکھائی گئی تھی۔

حضرت مولوی رحمت علی صاحبؓ

حضرت مولوی رحمت علی صاحبؓ نے بتایا کہ جب میرپور خاص سے ٹرین گزرنی شروع ہوئی تو انگریز کا زمانہ تھا۔ ایک رات میں سفر کر رہا تھا کہ آنکھ لگ گئی اور مَیں دو اسٹیشن آگے نکل گیا کہ اچانک ٹکٹ چیکر نے مجھے جگایا اور ٹکٹ دیکھ کر کہا کہ تم تو دو اسٹیشن بغیر ٹکٹ کے آگے نکل آئے ہو، اس کا جرمانہ بھرنا ہوگا، اور اگلے سٹیشن پر اتر جانا، وہیں مَیں آپ سے جرمانہ وصول کروں گا۔ مگر میرے پاس تو اس وقت کوئی پیسہ نہ تھا۔ اتنی ہی رقم تھی جس سے میں نے ٹکٹ خرید کرلی ہوئی تھی۔ تب میں نے وہ دعا جو حضرت مسیح موعودؑ نے آڑے وقت کے لئے تحریر کی ہوئی تھی وہ درد دل سے پڑھنی شروع کر دی۔ ابھی میں نے دعا کو ختم کیا ہی تھا کہ اسٹیشن بھی آگیا اور میں اتر کر پلیٹ فارم سے باہر جانے کے لئے گیٹ پر پہنچا کہ وہی ٹکٹ کلکٹر بھی روشنی پکڑے گیٹ میں آکھڑا ہوا۔ اسی نے میری ٹکٹ چیک کی اور مجھے باہر جانے کی اجازت دیدی۔ وہ دعا اس طرح سے ہے: ”اے میرے محسن اور اے میرے خدا۔ میں ایک تیرا ناکارہ بندہ، پُر معصیت اور پُر غفلت ہوں۔ تُو نے مجھ سے ظلم پر ظلم دیکھا اور انعام پر انعام کیا! اور گناہ پر گناہ دیکھا اور احسان پر احسان کیا۔ تُو نے ہمیشہ میری پردہ پوشی کی اور اپنی بے شمار نعمتوں سے مجھے متمتع کیا۔ سو اب بھی مجھ نالائق اور پُر گناہ پر رحم کر اور میری بے باکی اور ناسپاسی کو معاف فرما اور مجھ کو میرے اس غم سے نجات بخش کہ بجز تیرے چارہ گر کوئی نہیں۔ آمین۔“

الحاج مولوی ابوالمبارک محمد عبداللہ صاحبؓ

☆ طالب علمی کے زمانہ میں ایک بار جب مَیں چھٹیوں میں گاؤں گیا تو میری غیر حاضری کے دنوں میں کسی کے گھر میں چوری ہو گئی۔ کھوجی نے جن دو لڑکوں کی کھوج نکالی ان میں ایک مَیں تھا۔ حضرت یعقوب علی عرفانی صاحبؓ کے سپرد اس امر کی تحقیق تھی۔ میں نے عرض کی کہ اُن دنوں میں مَیں تو قادیان میں تھا ہی نہیں۔ اس پر انہوں نے فرمایا کہ دیکھو یہ کاغذ، اس میں حکم ہے کہ دونوں لڑکوں کو

ماہنامہ ”مصباح“ ربوہ مارچ؍ 2004ء میں ممبرات لجنہ کے نام اپنے منظوم پیغام میں مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کہتی ہیں:

ذہانت کی چمک آنکھوں میں ہے، جذبے ہیں سینوں میں
یدِ بیضا ہیں پوشیدہ، بہت سی آستینوں میں
جو مغرب کو نئے اطوار جینے کے سکھائیں گے
ہیں ایسے بھی کئی چہرے انہی پردہ نشینوں میں
انہیں گودوں سے پاکر تربیت ، نکلیں گی وہ نسلیں
جو اس دنیا کو ڈھالیں گی نئے چلنوں قرینوں میں
خدا کی لونڈیاں ہیں ہم اور اس پر ناز ہے ہم کو
ہے شیوہ عاجزی اپنا ، ہیں شامل کمترینوں میں

پولیس کے حوالہ کردیا جائے۔ اس حوالگی میں صرف نماز ظہر کا وقفہ تھا۔ چنانچہ مسجد مبارک میں حضرت صاحبؑ کے اقتداء میں نماز ظہر ادا کی اور سنتیں ادا کرنے کے لئے مَیں مسجد کی چھت پر چڑھ گیا اور گریہ وزاری سے دعا کی۔ ابھی سجدہ میں تھا کہ کسی نے کہا کہ عرفانی صاحب فرماتے ہیں کہ نماز ختم کر کے جلدی نیچے آجاؤ۔ حاضر ہونے پر معلوم ہوا کہ دوسرے لڑکے نے چوری کی تھی اور اُس نے مال بھی برآمد کروادیا۔

حضرت شیخ فضل احمد صاحبؓ بٹالوی

☆ جب میں چکدرہ جانے لگا تو کسی نے بتایا کہ وہاں کا ملیریا کا موسم بہت خطرناک ہے۔ مجھے بہت فکر ہوا اور میں عاجزی سے دعائیں مانگتے ہوئے روانہ ہوا۔ چکدرہ آنے پر آنحضرت ﷺ کی بتائی ہوئی دعا اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبعِ...... (الخ) بہت عاجزی سے پڑھی۔ حضرت خلیفہ اولؓ فرماتے تھے کہ اگر کسی وبازدہ شہر میں جانا پڑے تو اس دعا کے پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ اس وبا سے بچالے گا۔ دراصل قلعہ چکدرہ کے پاس دریا کا پانی وہاں کی فصل والی زمین میں سے گزرتا ہے جسے پینے سے ملیریا ہوجاتا ہے۔ وہاں میرے ایک ہم جماعت ہندو ڈاکٹر نے بتایا کہ یہاں سخت ملیریا کی وجہ سے نوے فیصد فوجی بیمار ہوجاتے ہیں۔ مگر میری کوشش کے باعث اس دفعہ تیس فیصدی کے قریب ہی بیمار ہوئے ہیں۔ اس پر میں نے اُسے بتایا کہ اس کا باعث یہ ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ کی دعا نے میرے جیسے گنہگار کی زبان پر آکر اپنا خاص اثر دکھلایا ہے۔

......❁......❁......❁......

حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی وفات

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۲۳؍جون ۲۰۰۴ء کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ کے جلیل القدر پوتے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے فرزند ارجمند حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب ۲۱؍جون ۲۰۰۴ء کی رات ۹۰ سال کی عمر میں ربوہ میں انتقال فرماگئے۔ آپ ۹؍مئی ۱۹۰۴ء کو حضرت امّ ناصر محمودہ بیگم صاحبہؓ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ تعلیم کی ابتداء پرائمری سکول قادیان سے ہوئی۔ چار کلاسیں مکمل کرنے کے بعد مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوئے اور مولوی فاضل کے امتحان میں یونیورسٹی میں اوّل آئے۔ آپ نے اپنے بچپن اور جوانی میں قادیان میں ہاکی، کرکٹ، والی بال، ٹینس غرض ہر قسم کی کھیل میں حصہ لیا۔ قادیان کی ہاکی ٹیم کو پنجاب کی بہترین ٹیم سمجھا جاتا تھا اور آپ اس ٹیم کے کیپٹن تھے۔

حضرت مصلح موعودؓ آپ کو تقریباً ہر سفر میں اپنے ساتھ رکھتے اور تعلیم وتربیت پر بھی گہری نظر رکھتے۔ پھر پنجاب یونیورسٹی سے گریجویشن کرنے کے بعد اپنی زندگی وقف کردی۔ اور تحریک جدید سے اپنی گرانقدر خدمات کا آغاز کیا اور بطور وکیل الصنعت، وکیل زراعت ، وکیل التبشیر والتجارت، وکیل الدیوان، وکیل اعلیٰ اور صدر مجلس تحریک جدید بھی خدمت کی توفیق پائی۔ لمبا عرصہ صدر مجلس انصاراللہ بھی رہے۔ بطور وکیل التبشیر آپ نے متعدد بیرونی ممالک کے دورہ جات کے دوران نظام جماعت مستحکم کیا اور مراکز تبلیغ اور مساجد کی تعمیر کے سلسلہ میں تاریخی امور سرانجام دیئے۔ جلسہ ہائے سالانہ ربوہ کے موقع پر خطابات بھی فرمائے۔ آپ کے پسماندگان میں دو بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

......❁......❁......❁......

بال، ہاتھ اور دل کے عجائبات

ہمارے جسم کے ہر عضو کی بناوٹ اور صلاحیتیں اپنے اندر خدا تعالیٰ کی قدرت کے عجائبات رکھتی ہیں۔ پھر زمین پر پائے جانے والے چرند پرند، حیوانات ونباتات، ذی روح مخلوق اور بے جان جمادات۔ جس چیز پر بھی نگاہ کریں مجسم حیرت بنے بغیر نہیں رہا جاسکتا۔ روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۸؍اپریل ۲۰۰۴ء میں مکرم پروفیسر طاہر احمد نسیم صاحب نے انسانی بال، ہاتھ اور دل کے حوالہ سے قدرت خداوندی کے حیرت انگیز عجائبات بیان کئے ہیں۔

بال کتنی باریک چیز ہے۔ لیکن یہ بھی اپنی گولائی کی ساخت میں تین تہوں پر مشتمل ہے۔ سب سے اوپر کی تہہ مچھلی کے چانوں جیسے مواد پر مشتمل ہے۔ اس سے نچلی مضبوط خلیات کی باہم پیوست شدہ تہہ میں وہ رنگ (Melanin) بھرا ہوا ہے جو ہمارے بالوں کا رنگ ہوتا ہے۔ بڑھاپے میں یہ رنگ بننا بند ہوجاتا ہے تو بال کی ٹیوب اپنے اصلی رنگ سفید یا خاکستری وغیرہ کی دکھائی دیتی ہے۔ تیسری تہہ اندرونی ٹیوب ہے جو باہم جڑے ہوئے چوکور خلیات سے مل کر بنی ہے۔ لیکن نظر آنے والا بال دراصل مردہ خلیات کی باہم پیوست شدہ ایک شکل ہے۔ اصلی اور زندہ بال جلد کے نیچے ہوتا ہے جس کا مرکز ایک ننھی سی تھیلی ہے۔ بال کی جڑ کے ساتھ ایک ننھی سی شریان واقع ہے جو بال کے خلیات کو خون مہیا کرتی ہے۔

جلد سے اوپر والا بال کا حصہ مردہ خلیات سے نمو پانے والی پروٹین Keratin پر مشتمل ہوتا ہے جس کو کاٹ دینے سے تکلیف کا احساس نہیں ہوتا۔ ہمارے ناخن ، جانوروں کے پنجے، سم، مچھلی کے چانے اور پرندوں کے پر کیراٹن سے ہی بنے ہوئے ہوتے تھے۔ بال کی جڑ کے ساتھ ایک ننھی سی غدود وہ چکنائی پیدا کرتی ہے جو بال نرم اور ملائم رکھتی ہے۔ بال اپنی بناوٹ میں گول یا چپٹے ہوتے ہیں۔ گول بال سیدھے اور چپٹے بال گھنگریالے ہوتے ہیں۔ بال کی جڑ کے ساتھ ایک عصب بھی لگا ہوا ہے جو غصہ، خوف یا سردی محسوس کرنے کی صورت میں کھنچ جاتا ہے جس کے نتیجہ میں بال کھڑے ہوجاتے ہیں۔

انسان میں دو سے چھ سال تک بال مسلسل بڑھتے ہیں اور پھر تین ماہ کا وقفہ کرکے دوبارہ بڑھنے لگتے ہیں۔ ہر انسان کے روزانہ 70 تا 100 بال گرتے ہیں۔ عمر، خوراک، عمومی صحت اور موسموں کی تبدیلی کا بھی ان پر اثر پڑتا ہے۔ مثلاً بچوں میں بڑوں کی نسبت زیادہ تیزی سے بال بڑھتے ہیں۔ اسی طرح گرمیوں میں نسبتاً زیادہ تیزی سے بال بڑھتے ہیں۔ ممکن ہے کہ بال بعض جگہوں سے گچھوں کی صورت میں اتر جائیں یا پورا سر ہی گنجا ہوجائے تاہم بالوں کے بڑھنے کا زمانہ شروع ہونے پر یہ بال پھر پیدا ہوجائیں گے لیکن موروثی وجہ سے پیدا ہونے والے گنجاپن کا کوئی علاج نہیں ہوتا۔

ہاتھ میں چار انگلیاں اکٹھی اور انگوٹھا ان کے مخالف سمت میں ہے۔ چیز کو پکڑنے اور گرفت کی مضبوطی کا سارا دارومدار انگوٹھے کے مخالف سمت میں ہونے پر ہے۔ ہمارے ہاتھ میں کم از کم چار قسم کے مختلف اعصاب پائے جاتے ہیں جو انگلیوں میں خصوصی طور پر محسوس کرنے کی حس پیدا کرتے ہیں اور گرمی سردی اور نرمی سختی وغیرہ کو محسوس کرکے چیزوں کی شناخت میں مدد دیتے ہیں۔ نابینا افراد انگلیوں کی مدد سے بریل کی لکھائی کے ابھرے ہوئے حروف کو چھو کر آسانی سے تحریر پڑھ لیتے ہیں۔ ہاتھ کے اشارے سے دُور سے یا خاموشی سے اپنا مطلب سمجھایا جاسکتا ہے۔

ہاتھ میں ۲۷ ہڈیاں ہوتی ہیں جو اسکی مضبوطی اور مختلف حرکات کی ضامن ہیں۔ اسی طرح ۳۵ طاقتور اعصاب ہاتھ کو مختلف حرکات دیتے ہیں۔ جب ہتھیلی کی جانب کے کلائی کے اعصاب سکڑتے ہیں تو انگلیاں بند ہوتی ہیں اور جب ہتھیلی کی پشت کے اعصاب سکڑتے ہیں تو انگلیاں کھلتی ہیں۔

دل جسم کی قریباً ایک لاکھ میل لمبی رگوں میں، سالہا سال تک بغیر آرام کئے، خون لے جانے اور واپس لانے کا کام کرتا رہتا ہے اور اس طرح ان کھرب ہا کھرب خلیوں کو آکسیجن سپلائی کرکے زندہ رہنے کا سامان کرتا ہے جو ہمارے جسم کی بنیادی اینٹیں ہیں۔ سائز میں انسان کا دل اس کی مٹھی کے برابر ہوتا ہے۔ شروع میں دل سینے کے اوپر جانب افقی شکل میں واقع ہوتا ہے۔ عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ نیچے کی طرف عمودی شکل میں آتا جاتا ہے۔ نچلا حصہ نسبتاً بڑے سائز کا ہوتا ہے اور یہی حصہ ہمیں سینہ کے بائیں جانب دھڑکتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ شیر خوار بچے کا دل تیزی سے دھڑکتا ہے یعنی ۱۲۰؍ دھڑکن فی منٹ کی رفتار سے۔ بلوغت پر یہ تعداد ۷۰ رہ جاتی ہے۔ دل ایک پتلی سی جھلی میں بند ہوتا ہے جو دھڑکتے وقت اسے سینے کی دیواروں کے ساتھ رگڑ کھانے سے محفوظ رکھتی ہے۔

عمودی جانب دل دو حصوں میں تقسیم ہوتا ہے اور ہر حصہ میں دو دو خانے ہوتے ہیں۔ اوپر والے دو خانے کاربن ڈائی آکسائڈ والا گندہ خون جسم سے وصول کرتے ہیں جبکہ نچلے دونوں خانے تازہ آکسیجن والا خون جسم کے حصوں میں پمپ کرتے ہیں۔ اس حصہ کی دیواریں اوپر والے حصہ سے تین گنا موٹی اور مضبوط ہوتی ہیں۔ اس کا دایاں حصہ صرف پھیپھڑوں کی طرف خون بھیجتا ہے جبکہ بایاں حصہ باقی سارے جسم کو خون سپلائی کرتا ہے۔ دل خود اپنی شریانوں میں بھی خون پمپ کرتا ہے۔ دل کے خانوں میں والو لگے ہوتے ہیں جو کھلتے اور بند ہوتے رہتے ہیں جس سے خون صرف اپنے متعلقہ حصہ کی طرف ہی جاسکتا ہے۔

ماں کے پیٹ میں بچہ کا خون اُس کے پھیپھڑوں میں جانے کی بجائے سیدھا دائیں سے بائیں پمپ میں چلا جاتا ہے۔ پیدائش کے بعد جب پھیپھڑے آکسیجن جذب کرنا شروع کرتے ہیں تو سرکٹ میں تبدیلی آجاتی ہے۔ اگر کسی بچہ میں پیدائش کے بعد بھی یہ تبدیلی نہ آئے تو اُس کا رنگ نیلا نظر آتا ہے۔ اسے Blue Baby کہتے ہیں۔ عمر کے ساتھ ساتھ یہ نظام خودبخود ٹھیک ہوجاتا ہے، اگر نہ ہو تو پھر آپریشن ناگزیر ہوتا ہے۔

......❁......❁......❁......

منکرین خلافت کے سابقہ بیانات

ماہنامہ ”السلام“ بیلجیم مئی، جون ۲۰۰۴ء میں دو ایسے احباب کے بیانات منقول ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحبؓ کو خلیفۃ المسیح الاوّل تو تسلیم کیا لیکن پھر خلافت کے منکر ہوگئے۔

مکرم مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:-

”جب ان لوگوں کی معتبر اور مسلّمہ کتب میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو آنحضرت ﷺ کا قائم مقام قرار دیا گیا ہے اور صاف اقرار موجود ہے کہ مسیلمہ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سامنے قتل کیا جانا گویا خود آنحضرت ﷺ کے روبرو قتل کیا جانا ہے اور حضرت عمرؓ کا قیصر وکسریٰ کے خزائن کا مالک ہونا گویا خود آنحضرت ﷺ کا فتح کرنا اور مالک ہونا ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بعض پیشگوئیوں کے متعلق انتظار نہیں کیا جاتا کہ آپ کے جانشین اور مخلص خادموں کے ہاتھوں سے یا آپ کی اولاد کے ہاتھوں سے خدا تعالیٰ ان کو پورا کردے“۔ (الحکم،۱۸؍جولائی ۱۹۰۸ء)

مکرم خواجہ کمال الدین صاحب کا بیان ہے:

”جب مَیں نے بیعتِ ارشاد کی اور یہ بھی کہا کہ مَیں آپ کا حکم بھی مانوں گا اور آنے والے خلیفوں کا حکم بھی مانوں گا۔“ (اندرونی اختلافات سلسلہ احمدیہ صفحہ ۷۰)

سہ ماہی ”ربوہ“ سویڈن (اپریل، مئی، جون ۲۰۰۴ء) میں محترمہ صاحبزادی امتہ القدوس بیگم صاحبہ کا منظوم کلام شائع ہوا ہے۔ اس میں سے انتخاب پیش ہے:

خدا کا یہ احسان ہے ہم پہ بھاری
کہ جس نے ہے اپنی یہ نعمت اتاری
نہ مایوس ہونا گھٹن ہو نہ طاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری
خدا کا یہ وعدہ خلافت رہے گی
یہ نعمت تمہیں تا قیامت ملے گی
مگر شرط اس کی اطاعت گزاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری
الٰہی ہمیں تو فراست عطا کر
خلافت سے گہری محبت عطا کر
ہمیں دکھ نہ دے کوئی لغزش ہماری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 11 | Friday November 05 , 2004 | Issue No. 45

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا برطانیہ کی مختلف جماعتوں کا دس روزہ نہایت بابرکت سفر

برمنگھم میں ''مسجد دارالبرکات'' کے افتتاح کی مبارک تقریب

بریڈفورڈ میں ''مسجد المہدی'' اور ہارٹلے پول میں ''مسجد ناصر'' کے سنگ بنیاد کی روح پرور تقریبات۔

Ilkley میں پکنک۔ سکنتھورپ، ہڈرزفیلڈ، گلاسگو (سکاٹ لینڈ) اور مانچسٹر کے جماعتی مراکز کا دورہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 30/ستمبر سے 9/اکتوبر 2004ء کو U.K. کی مختلف جماعتوں کا نہایت کامیاب دورہ فرمایا۔ جو اللہ کے فضل سے ہر لحاظ سے بہت خیرو برکات کا حامل رہا۔ اس دورہ کے دوران حضور نے برمنگھم میں مسجد دارالبرکات کا افتتاح فرمانے کے علاوہ بریڈ فورڈ میں مسجد المہدی اور ہارٹلے پول میں مسجد ناصر کا سنگِ بنیاد ابراہیمی دعاؤں کے ساتھ اپنے دستِ مبارک سے رکھا۔ حضور انور کے اس دورہ کی یہ رپورٹ مکرم سیّد منصور شاہ صاحب، مکرم نسیم احمد باجوہ صاحب (ریجنل مشنری نارتھ ایسٹ)، مکرم غلام احمد صاحب خادم (مبلغ ہڈرزفیلڈ) مکرم محمد اکرم ملک صاحب (ریجنل مشنری سکاٹ لینڈ) اور مکرم مرزا نصیر احمد صاحب (ریجنل مشنری مڈلینڈ) کے تعاون سے احبابِ جماعت کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے۔

(رپورٹ مرسلہ: منیر احمد جاوید۔ پرائیویٹ سیکرٹری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔)

برمنگھم میں حضور انور کی تشریف آوری

30/ستمبر بروز جمعرات حضور انور مع حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا تعالیٰ اور افرادِ قافلہ مسجد فضل لندن سے تین بجکر چالیس منٹ پر بعد دوپہر دعا کے ساتھ روانہ ہوئے اور چھ بجکر پچیس منٹ پر مسجد دارالبرکات برمنگھم پہنچے تو مکرم ڈاکٹر سید فاروق احمد صاحب ریجنل امیر مڈلینڈ اور مکرم طاہر سیلبی صاحب ریجنل مشنری نے حضور انور کا استقبال کیا۔ سب احباب جماعت بھی حضور کے استقبال کے لئے جمع تھے اور بچے استقبالیہ نغمے اور ترانے گا رہے تھے اس موقعہ پر ایک بچے نے حضور کی خدمت میں پھول کا گلدستہ پیش کیا۔ مسجد کو نہایت خوبصورت رنگ میں سجایا گیا تھا۔ حضور نے سب سے پہلے مسجد کا معائنہ فرمایا۔ اس دوران مسجد دارالبرکات کے مکمل کمپلیکس کی تعمیر اور آرائش میں حصہ لینے والے تمام کارکنان نے حضور سے ملاقات اور مصافحہ کا شرف حاصل کیا جن میں مکرم ناصر خان صاحب نائب امیر وسیکرٹری جائیداد یوکے۔ شاہد محمود صاحب انچارج تعمیراتی ٹیم اور دیگر اراکین شامل تھے۔ معائنہ کے دوران جب حضور انور لجنہ ہال میں پہنچے تو حضور نے تمام بچیوں میں چاکلیٹ اور پین تقسیم فرمائے۔ بچیوں کو تحائف ملنے پر لڑکوں نے بھی ساتھ کے ہال میں اکٹھا ہونا شروع کردیا۔ چنانچہ حضور نے لجنہ ہال سے باہر تشریف لانے پر ان بچوں کو بھی چاکلیٹ اور پین عطا فرمائے۔ آٹھ بجکر پینتالیس منٹ پر حضور انور مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ اگلے روز حضور نے نماز فجر صبح 5:40 پر پڑھائی۔

برمنگھم میں نوتعمیر شدہ ''مسجد دارالبرکات'' کا ایک خوبصورت منظر

نماز جمعہ کے ساتھ مسجد دارالبرکات برمنگھم کا افتتاح

برمنگھم میں حضور انور کی تشریف آوری کا بڑا مقصد مسجد دارالبرکات کا افتتاح تھا جو آپ نے یکم اکتوبر کو نماز جمعہ کی ادائیگی کے ذریعہ فرمایا۔ حضور کی اقتداء میں ملک بھر کی مختلف جماعتوں سے آئے ہوئے قریباً 1500 احباب جماعت نے نماز جمعہ وعصر ادا کیں۔ ایک بجے بعد دوپہر حضور انور مسجد میں تشریف لائے۔ مکرم مرزا حبیب اکرم صاحب (جماعت لیسٹر) نے اذان دی۔ خطبہ جمعہ میں حضور انور نے برمنگھم جماعت کی مختصر تاریخ بتاتے ہوئے فرمایا کہ برمنگھم جماعت 1960ء کی دہائی میں قائم ہوئی۔ 1980ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دور خلافت میں ایک عمارت لی گئی جس کا نام آپ نے ہی دارالبرکات تجویز فرمایا۔ 1994ء میں بڑی جگہ تلاش کرنے کا کام شروع ہوا۔ کونسل کی مدد سے جگہ دیکھی گئی۔ مارچ 1996ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس جگہ کا معائنہ کیا۔ اور اب خداتعالیٰ کے فضل سے 16 لاکھ پاؤنڈ کی لاگت سے مسجد کی تعمیر کا کام مکمل ہوا ہے۔ جگہ کے حصول اور تعمیر کے کام کے سلسلہ میں حضور انور نے ڈاکٹر سید فاروق احمد صاحب ریجنل امیر اور مکرم ناصر خان صاحب سیکرٹری جائیداد یوکے ونائب امیر کی کوششوں کا خاص طور پر ذکر فرمایا اور سب کارکنان کیلئے دعائے خیر فرمائی۔

بعدازاں حضور انور نے نماز کی اہمیت کے متعلق ایک ایمان افروز خطبہ ارشاد فرمایا اور بتایا کہ مسجد کی تعمیر کے بعد اس کی آبادی کے لئے مسلسل جدوجہد کرنا ضروری ہے اور اسکے ساتھ ساتھ بنی نوع انسان کے حقوق کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ (خطبہ کا مکمل متن الفضل انٹرنیشنل میں شائع ہو چکاہے) MTA نے سارے پروگرام کو براہ راست نشر کیا۔ نماز کے بعد سب حاضر احباب میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔

دارالبرکات میں افتتاحی تقریب

اسی روز مسجد دارالبرکات کے افتتاح کے ضمن میں ایک اور تقریب غیر از جماعت معزز مہمانوں کے اعزاز میں منعقد کی گئی۔ پانچ بجکر پچاس منٹ پر حضور انور نے سب سے پہلے ریجنل امیر صاحب کے دفتر میں تشریف لاکر چند معززین سے ملاقات کی اور اس کے بعد مسجد کے احاطہ میں نصب خوبصورت مارکی میں منعقدہ عشائیہ میں رونق افروز ہوئے۔ حضور انور ایدہ اللہ جب مارکی میں ورود فرما ہوئے تو کارروائی کا آغاز تلاوتِ قران کریم سے ہوا جو مکرم راحیل زکریا صاحب نے کی۔ اور اس کا انگریزی ترجمہ مکرم مظفر کلارک صاحب نے پیش کیا۔ ڈاکٹر سید فاروق احمد صاحب ریجنل امیر نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور مقررین کا تعارف کرایا اور ساتھ ہی مسجد کی مختصر تاریخ بھی بیان کی۔ مقررین میں سب سے پہلے John Alden ڈپٹی لارڈ میئر آف برمنگھم تھے انہوں نے اس بات پر خاص طور پر مسرت کا اظہار کیا کہ جماعتِ احمدیہ نے مڈلینڈز میں اپنی سب سے پہلی مسجد کیلئے برمنگھم کو منتخب

باقی صفحہ نمبر 12پر ملاحظہ فرمائیں